﴿... اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِاللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ﴾ (آل عمران: ۷۴) ﴿... عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اسرائیل: ۸۰)

ہفت روزہ — انٹرنیشنل

الفضل لندن

مدیر اعلیٰ نصیر احمد قمر

جلد ۱ | جمعہ ۴ مارچ ۱۹۹۴ء ○ ۲۱ رمضان المبارک ۱۴۱۴ھ | شمارہ ۹

ارشادات عالیہ حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام

یہ لوگ یاد رکھیں کہ ان کی عداوت سے اسلام کو کچھ بھی ضرر نہیں پہنچ سکتا۔ کیڑوں کی طرح خود ہی مرجائیں گے مگر اسلام کا نور دن بدن ترقی کرے گا۔ خداتعالیٰ نے چاہا ہے کہ اسلام کا نور دنیا میں پھیلاوے۔ اسلام کی برکتیں اب ان مگس طینت مولویوں کی بک بک سے رک نہیں سکتیں۔ خداتعالیٰ نے مجھے مخاطب کر کے صاف لفظوں میں فرمایا ہے: **اَنَا الْفَتَّاحُ اَفْتَحُ لَكَ. تَرَى نَصْرًا عَجِيْبًا وَيَخِرُّوْنَ عَلَى الْمَسَاجِدِ. رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا اِنَّا كُنَّا خَاطِئِيْنَ. جَلَابِيْبُ الصِّدْقِ. فَاسْتَقِمْ كَمَا اُمِرْتَ. اَلْخَوَارِقُ تَحْتَ مُنْتَهَى صِدْقِ الْاَقْدَامِ. كُنْ لِلّٰهِ جَمِيْعًا وَمَعَ اللّٰهِ جَمِيْعًا. عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا...**

اور ایک الہام میں چند دفعہ تکرار اور کسی قدر اختلاف الفاظ کے ساتھ فرمایا کہ میں تجھے عزت دوں گا اور بڑھاؤں گا اور تیرے آثار میں برکت رکھ دوں گا یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔

اب اے مولویو! اے بخل کی سرشت والو! اگر طاقت ہے تو خداتعالیٰ کی ان پیش گوئیوں کو ٹال کر دکھلاؤ۔ ہریک قسم کے فریب کام میں لاؤ اور کوئی فریب اٹھا نہ رکھو۔ پھر دیکھو کہ آخر خداتعالیٰ کا ہاتھ غالب رہتا ہے یا تمہارا۔ والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ۔

(المنبہ الناصح مرزا غلام احمد قادیانی۔ جنوری ۱۸۹۲ء)

پاکستان میں احمدی مسلمانوں پر رمضان المبارک کیسے گزر رہا ہے۔ ظلم و ستم اور قید و بند کی داستانیں۔ ربوہ میں ۳۸ خدام گرفتار

ربوہ۔ کسوف و خسوف کی پیش گوئی کی خوشی کے اظہار کے لئے مورخہ ۲۳ فروری ۱۹۹۴ء کو ربوہ میں چراغاں کیا گیا۔ مگر دشمنان احمدیت سے ایک احمدی مسلمان کی معصوم خوشی کا اظہار برداشت نہ ہو سکا اور اسسٹنٹ کمشنر چنیوٹ کے حکم پر ریذیڈنٹ مجسٹریٹ ربوہ نے حکم نامہ جاری کیا کہ ربوہ میں دفعہ ۱۴۴ کا نفاذ ہو چکا ہے اس لئے چراغاں فوری طور پر بند کر دیا جائے۔ چنانچہ حکم کی تعمیل میں بازاروں میں چراغاں بند کر دیا گیا۔ اس طرح پر امن ماحول میں اہالیان ربوہ کے خوشی کے اظہار کا ایک موقع حکومت کے سراسر ظالمانہ اقدام کی نذر ہو گیا۔ یاد رہے کہ ۱۹۸۹ء میں جماعت احمدیہ پر سو سال پورے ہونے پر صد سالہ جوبلی کی تقریبات، چراغاں، غرباء میں کھانے کی تقسیم، بچوں میں مٹھائی بانٹنے، نمائشی گیٹ بنانے، جھنڈیاں لگانے، یہاں تک کہ نئے کپڑے پہن کر مسرت کا اظہار کرنے پر بھی پابندی عائد کر دی گئی تھی۔

یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ اسسٹنٹ کمشنر صاحب چنیوٹ، بنفس نفیس ربوہ آئے اور بھاری تعداد میں پولیس کو ساتھ لے کر ربوہ کے گلی محلوں کا چکر لگاتے رہے تاکہ ایسے احمدی مسلمانوں کو گرفتار کر کے جیل بھجوا سکیں جن کے چہروں پر کوئی خوشی کے آثار دکھائی دیں۔ ایک جگہ انہوں نے بچوں کو نعرہ بازی کرنے اور پٹاخے چلانے پر گرفتار کرنے کا حکم دیا۔ پولیس کی اس کاروائی کے نتیجہ میں ۲۳ فروری ۱۹۹۴ء کی رات کو ربوہ کے مختلف محلہ جات سے ۲۴ خدام کو گرفتار کر لیا گیا۔ گرفتار شدگان میں معتمد خدام الاحمدیہ بھی شامل تھے۔ اس کے علاوہ پولیس نے انتہائی پھرتی سے صدر عمومی ربوہ کی جیپ اور خدام الاحمدیہ کی کار کو بھی اپنی تحویل میں لے لیا۔

اگلے دن یعنی ۲۴ فروری ۱۹۹۴ء کو نماز فجر کے بعد پولیس نے مزید ۱۴ خدام کو حراست میں لے لیا۔ اس طرح کل ۳۸ خدام کو گرفتار کر لیا گیا اور ان سب کے خلاف نقض امن کے تحت کاروائی کر کے ۲۴ گھنٹے حراست میں رکھا گیا۔

اس کے برخلاف مولویوں کو کھلی چھٹی دی گئی کہ وہ ننانوے فیصد احمدی آبادی والے شہر میں

بقیہ صہ ۱۶

وہ روشنی کے چراغ جو اللہ نے احمدیوں کے سینوں میں روشن کر دیئے ہیں اور تمام دنیا میں اس سے نور پھیل رہا ہے انکی راہ تم نہیں روک سکتے اور ان شمعوں کو تم نہیں بجھا سکتے

(اقتباس از خطبہ جمعہ فرمودہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بتاریخ ۲۵ فروری ۱۹۹۴ء بمقام مسجد فضل لندن)

۱۳ رمضان المبارک کا دن جماعت کی تاریخ میں ایک بہت ہی روشن دن تھا کیونکہ پورے سو سال پہلے قادیان کے افق پر اور وہ افق مکے تک پھیلا ہوا تھا خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ ۱۳۰۰ سو سال میں پہلی بار اس عظیم الشان پیش گوئی کا ظہور ہوا جو حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے مہدی کی صداقت کا نشان تھا۔ وہ پیش گوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی صداقت کا ایک عظیم نشان تھی اور اس کا ذکر اس حدیث میں ملتا ہے

«اِنَّ لِمَهْدِيِّنَا اٰيَتَيْنِ لَمْ تَكُوْنَا مُنْذُ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ. يَنْكَسِفُ الْقَمَرُ لِاَوَّلِ لَيْلَةٍ مِّنْ رَمَضَانَ وَتَنْكَسِفُ الشَّمْسُ فِي النِّصْفِ مِنْهُ وَلَمْ تَكُوْنَا مُنْذُ خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ.» (سنن دارقطنی، باب صفة صلوة الخسوف والکسوف وهيئتهما)

کل ۱۳ رمضان وہ تاریخ تھی جبکہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے عشاق کی نگاہیں حمد و شکر سے لبریز ہو کر آسمان پر اس حالت میں پڑتی تھیں کہ روحیں سجدہ ریز تھیں اور نظر اس آسمانی نشان پر تھی اور انتظار میں تھے کہ کتنے دن اور سورج کے گرہن کا نشان ہونے میں باقی ہیں۔ ایک ایک دن کاٹ کر کٹے اور پھر وہ ۲۸ تاریخ پہنچی جس میں دن کے وقت سورج نے بھی گہنایا جانا تھا اور اس طرح حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی عظیم الشان پیش گوئی پوری ہونی تھی۔ یہ عجیب بات ہے کہ اگرچہ دنیا میں بہت سے مہدویت کے دعوے داروں کا ذکر ملتا ہے لیکن ساری تاریخ کو کنگھال کر دیکھ لو ایک بھی دعوے دار ایسا نہیں جس نے چاند اور سورج کے گرہنوں کو اپنی صداقت کے نشان کے طور پر پیش کیا ہو۔ جو دعوے کے بعد خود منتظر رہا ہو اور اسکے ماننے والے منتظر رہے ہوں کہ کب آسمان سے یہ نشان ظاہر ہونگے اور انکے دشمن بھی منتظر رہے ہوں کہ ان نشانات کے ظاہر ہونے سے پہلے ہی یہ دعوے دار مرجائے اور ہم اپنی آنکھوں سے اسے جھوٹا ہوتا دیکھ لیں۔ یہ دوہرے انتظار کی کیفیت تھی جو ۱۸۸۹ء سے شروع ہوئی جبکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے باقاعدہ مہدویت کے دعوے کے بعد جماعت کی بنیاد رکھی اور اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ ۱۸۹۴ء میں یہ پیش گوئی اپنی تمام کمال و شان کے ساتھ پوری ہوئی۔

ہم اس سال میں داخل ہوئے ہیں جو آسمانی گواہیوں کا سال ہے۔ زمین کی گواہیاں تو یہ لوگ رد کر بیٹھے ہیں اب آسمان سے گواہیاں اتر رہی ہیں اور ٹیلی ویژن کے ذریعے سب دنیا کا جماعت کے پیغام کو سننا بھی ایک آسمانی گواہی ہے اور یہ اللہ کی عجیب شان ہے کہ اسی سال میں یہ دونوں باتیں اپنے درجہ کمال کو پہنچی ہیں۔

پس جماعت اللہ تعالیٰ کے ان احسانات کا جتنا بھی شکر ادا کرے اتنا ہی کم ہے مگر ان خوشیوں کے ساتھ کچھ کانٹے بھی تو ہیں وہ کانٹے وہ ہیں جو دشمن کے دل کا عذاب ہے اور ہماری راہ کے کانٹے بن جاتے ہیں اور یہ پیش گوئی بھی لازماً پوری ہونی تھی کیونکہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے ان غلاموں کے حق میں جنہوں نے آخرین میں ظاہر ہونا تھا خصوصیت سے یہ تمثیل پیش کی گئی تھی کہ انکی مثال تو ایسے ہی ہے جیسے ایک بیج بویا جائے اس میں سے کونپل پھوٹے پھر وہ اپنے ڈنٹھل پر کھڑی ہو کر مضبوط ہونے لگے اور بہت خوش نما دکھائی دے۔ الزراع وہ بونے والے ہاتھ اور وہ بونے والے دل جنہوں نے اس کھیتی کو بویا ہو اس سے بہت خوشی محسوس کریں۔ یعجب الزراع وہ کھیتی اس شان کے ساتھ نشوونما پائے کہ بونے والے کے دلوں کو خوشیوں سے بھر دے۔ لیغیظ بهم الکفار مگر یاد رکھو کہ ان کے منکر ضرور غیظ و غضب میں مبتلا ہونگے۔ ایک طرف اس کھیتی کی نشوونما دلوں کو خوشیوں سے بھر رہی ہوگی اور دوسری طرف ان کے دشمن اسے دیکھ دیکھ کر غیظ و غضب میں مبتلا ہونگے۔ پہلے زمینی ذرائع سے کام لے کر زمین میں ہونے والے نشانات کے منہ بند کرنے کی کوشش کی جاتی تھی اب آسمان سے نشان ظاہر ہو رہے ہیں۔ بند کر کے دکھاؤ۔ ان کا رستہ روک کر دکھاؤ۔ تمہیں طاقت نہیں ہے کہ اس رستے کو روک سکو۔ پھونکوں سے اللہ کے جلائے ہوئے چراغ بھی کبھی بجھائے جاتے ہیں!!

بقیہ صہ ۱۶

ادار یہ

آسمانی گواہیوں کا سال

مخبر صادق حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ۱۴۰۰ سال قبل یہ عظیم الشان خبر دی تھی کہ آخری زمانہ میں مبعوث ہونے والے "ہمارے مہدی" کے وقت میں سورج اور چاند کو رمضان کے مہینے کی مخصوص تاریخوں میں گرہن لگیں گے۔ جو حضرت امام مہدی علیہ السلام کی تائید میں بطور نشان ہونگے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود و مہدی معہود کے دعویٰ کی تصدیق میں اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ آج سے سو سال قبل ۱۸۹۴ء میں یہ پیش گوئی نہایت عظمت اور شان کے ساتھ پوری ہوئی اور یوں گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت پر آسمان نے گواہی دی۔

اس نشان کے ظہور پر جہاں سعید فطرت لوگوں نے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے موعود امام مہدی کو قبول کیا اور آپ کو حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سلام کا تحفہ پیش کیا۔ وہاں وہ علماء جن کی ایمانی روشنی مسلوب ہو چکی تھی اور ان کے دلوں پر انکار کا کسوف و خسوف لگ گیا تھا انہوں نے زور شور سے آپ کی تکذیب اور تکفیر کی اور یوں اس آسمانی گواہی کو رد کیا۔

اب سو سال کے بعد خدا تعالیٰ نے ایک اور رنگ میں آسمان سے نازل ہونے والا ایک اور غیر معمولی نشان جماعت کو عطا فرمایا ہے اور وہ سیٹلائٹ کے ذریعہ ساری دنیا میں احمدیت یعنی حقیقی اسلام کے پیغام کی اشاعت ہے۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اس کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"ہم اس سال میں داخل ہوئے ہیں جو آسمانی گواہیوں کا سال ہے۔ زمین کی گواہیاں تو یہ رد کر بیٹھے ہیں اب آسمان سے گواہیاں اتر رہی ہیں اور ٹیلی ویژن کے ذریعے سب دنیا کا جماعت کے پیغام کو سننا بھی ایک گواہی ہے اور یہ اللہ کی عجیب شان ہے کہ اسی سال میں یہ دونوں باتیں اپنے درجہ کمال کو پہنچی ہیں۔"

آسمان سے نازل ہونے والے افضال الٰہیہ کے نزول اور جماعت احمدیہ کی روزافزوں ترقی اور استحکام کو دیکھ کر معاندین کے سینوں پر انگارے لوٹ رہے ہیں اور ان کی حسد کی آگ اور بھی زیادہ شدت سے بھڑک اٹھی ہے۔ بالخصوص پاکستان میں معصوم احمدیوں کو قید و بند کی صعوبتوں میں مبتلا کیا جاتا ہے اور طرح طرح کے مظالم کا نشانہ بنایا جا رہا ہے۔ ہم انہیں مامور زمانہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان میں یہی کہتے ہیں:۔

"ٹھٹھا کرو جس قدر چاہو۔ گالیاں دو جس قدر چاہو اور ایذاء اور تکلیف دہی کے منصوبے سوچو جس قدر چاہو اور میرے استیصال کے لئے ہر ایک قسم کی تدبیریں اور مکر سوچو جس قدر چاہو۔ پھر یاد رکھو کہ عنقریب خدا تمہیں دکھلا دے گا کہ اس کا ہاتھ غالب ہے۔ نادان کہتا ہے کہ میں اپنے منصوبوں سے غالب ہو جاؤں گا مگر خدا کہتا ہے کہ اے لعنتی دیکھ میں تیرے سارے منصوبے خاک میں ملا دوں گا۔ اگر خدا چاہتا تو ان مخالف مولویوں اور ان کے پیرووں کو آنکھیں بخشتا۔ اور وہ ان وقتوں اور موسموں کو پہچان لیتے۔ جن میں خدا کے مسیح کا آنا ضروری تھا۔ لیکن ضرور تھا کہ قرآن شریف اور احادیث کی وہ پیش گوئیاں پوری ہوتیں جن میں لکھا تھا کہ مسیح موعود جب ظاہر ہو گا تو اسلامی علماء کے ہاتھ سے دکھ اٹھائے گا۔ وہ اس کو کافر قرار دیں گے اور اس کے قتل کے لئے فتوے دئے جائیں گے اور اس کی سخت توہین کی جائے گی اور اس کو دائرہ اسلام سے خارج اور دین کا تباہ کرنے والا خیال کیا جائے گا۔ سو ان دنوں میں وہ پیش گوئی انہی مولویوں نے اپنے ہاتھوں سے پوری کی۔ افسوس یہ لوگ سوچتے نہیں کہ اگر یہ دعویٰ خدا کے امر اور ارادہ سے نہیں تھا تو کیوں اس مدعی میں پاک اور صادق نبیوں کی طرح بہت سے سچائی کے دلائل جمع ہو گئے۔ کیا وہ رات ان کے لئے ماتم کی رات نہیں تھی جس میں میرے دعویٰ کے وقت رمضان میں خسوف کسوف عین پیش گوئی کی تاریخوں میں وقوع میں آیا۔ کیا وہ دن ان پر مصیبت کا دن نہیں تھا جس میں لیکھرام کی نسبت پیش گوئی پوری ہوئی۔ خدا نے بارش کی طرح نشان برسائے مگر ان لوگوں نے آنکھیں بند کر لیں۔ تا ایسا نہ ہو کہ دیکھیں اور ایمان لائیں"۔

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ۔ روحانی خزائن جلد ۱۷ صہ ۵۳، ۵۴)

آفتاب صبح نکلا اب بھی سوتے ہیں یہ لوگ
دن سے ہیں بیزار اور راتوں سے وہ کرتے ہیں پیار
روشنی سے بغض اور ظلمت پہ وہ قربان ہیں
ایسے بھی شپر نہ ہونگے گرچہ تم ڈھونڈو ہزار
اس قدر نصرت کہاں ہوتی ہے اک کذاب کی
کیا تمہیں کچھ ڈر نہیں ہے کرتے ہو بڑھ بڑھ کے وار

احادیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَعْتَكِفُ الْعَشْرَ الْاَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ حَتّٰى تَوَفَّاهُ اللّٰهُ تَعَالٰى ثُمَّ اعْتَكَفَ اَزْوَاجُهٗ مِنْ بَعْدِهٖ۔

(بخاری کتاب الاعتکاف باب الاعتکاف فی العشر الاواخر)

حضرت عائشہ رضؓ بیان کرتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف بیٹھا کرتے تھے اور آپؐ کا یہی معمول وفات تک رہا۔ اس کے بعد آپؐ کی ازواج مطہرات بھی ان دنوں میں اعتکاف بیٹھتی تھیں۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رِجَالًا مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُرُوْا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْمَنَامِ فِي السَّبْعِ الْاَوَاخِرِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اَرٰى رُؤْيَاكُمْ قَدْ تَوَاطَأَتْ فِي السَّبْعِ الْاَوَاخِرِ، فَمَنْ كَانَ مُتَحَرِّيَهَا فَلْيَتَحَرَّهَا فِي السَّبْعِ الْاَوَاخِرِ۔

(بخاری کتاب الصوم باب التمسوا لیلۃ القدر فی السبع الاواخر)

حضرت ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ صحابہؓ کو لیلۃ القدر خواب میں رمضان کے آخری سات دنوں میں دکھائی گئی۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں دیکھتا ہوں کہ تمہارے خواب رمضان کے آخری ہفتہ پر متفق ہیں اس لیے جو شخص لیلۃ القدر کی تلاش کرنا چاہے وہ رمضان کے آخری ہفتہ میں کرے۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ اِنْ عَلِمْتُ اَيَّ لَيْلَةٍ لَيْلَةُ الْقَدْرِ مَا اَقُوْلُ فِيْهَا؟ قَالَ: قُوْلِيْ: اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّيْ۔

(ترمذی کتاب الدعوات)

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا۔ اے اللہ کے رسول! اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ یہ لیلۃ القدر ہے تو اس میں میں کیا دعا مانگوں۔ اس پر حضورؐ نے فرمایا۔ تم یوں دعا کرنا: اے میرے خدا تو بخشنے والا ہے، بخشش کو پسند کرتا ہے۔ مجھے بخش دے اور میرے گناہ معاف کر دے۔

اسیران راہ مولیٰ کے لئے
خصوصی دعاؤں کی درخواست

احباب جماعت سے اسیران راہ مولیٰ کی جلد رہائی کے لئے خاص طور پر دردمندانہ دعاؤں کی درخواست ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی عظیم قربانیوں کو قبول فرمائے۔ ان کے بیوی بچوں اور تمام لواحقین کو صبر و استقامت اور بہترین اجر عطا فرمائے۔

﴿فَاِذَا بَرِقَ الْبَصَرُ* وَخَسَفَ الْقَمَرُ* وَجُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ* يَقُولُ الْاِنْسَانُ يَوْمَئِذٍ اَيْنَ الْمَفَرُّ*﴾ (سورة القيامة. ٨ -١١)

حضرت امام مہدی علیہ السلام کی صداقت کے دو عظیم الشان نشان
چاند اور سورج گرہن

گزشتہ چودہ صدیوں کے طویل عرصہ سے جس مسئلہ پر امت مسلمہ میں عمومی یکجہتی اور اتفاق پایا جاتا ہے وہ امت مسلمہ میں حضرت امام مہدی علیہ السلام کے ظہور کا مسئلہ ہے۔ حضرت امام مہدیؑ کے ظہور کے بارہ میں قرآن کریم، احادیث نبویہ اور بزرگان امت کی لاتعداد پیش خبریاں موجود ہیں جن کی بناء پر حضرت امام مہدی کے ظہور کو قطعی اور حتمی درجہ حاصل ہے۔

ان لاتعداد پیش خبریوں اور علامات میں سے بعض ایسی ہیں جن میں تاویل و تعبیر کی گنجائش موجود ہے۔ اور بیک وقت ان کے کئی مفہوم اور پہلو نکل سکتے ہیں۔ ایسی پیش خبریاں اور علامات اگرچہ امام مہدی کی شناخت اور صداقت کے لئے بے شک غیر معمولی اہمیت رکھتی ہیں۔ لیکن چونکہ ان کی تاویل اور تعبیر میں دو یا دو سے زائد رائے کی گنجائش موجود ہے اس لئے اس امر کی ضرورت تھی کہ کوئی ایسا حتمی اور قطعی معیار یا نشان بھی امت مسلمہ کے ہاتھ میں ہوتا جو مندرجہ ذیل اوصاف کا حامل ہو۔

۱۔ ۔ وہ ایسا قطعی اور یقینی ہو جس کی تاویل یا تعبیر میں اختلاف کی گنجائش نہ ہو۔

۲۔ ۔ وہ علامت یا نشان اپنی ذات میں ایسا ہو کہ کسی تصنع یا فریب سے کسی مدعی مہدویت پر چسپاں نہ ہو سکے گویا کہ انسانی دست برد اور دسترس سے بکلی دور ہو۔

۳۔ ۔ ایسا نشان یا معیار ہو جس کا وقوع یا ظہور اتنا واضح اور نمایاں ہو کہ ہر کس و ناکس پر اس کے ذریعہ اتمام حجت ہو سکے۔

۴۔ ۔ یہ نشان یا معیار مدعی مہدویت کی تائید اور حمایت کا مقصد پورا کرے گویا مدعی موجود بھی ہو اور اس نشان کے ظہور کو اپنے دعویٰ کی تائید اور سچائی میں وہ خود اسے فیصلہ کن امر کے طور پر پیش بھی کرے۔

مندرجہ بالا صفات کا حامل اگر کوئی نشان یا معیار فی الواقع پایا جائے تو نہ صرف یہ کہ حضرت امام مہدی کی شناخت اور صداقت کے بارہ میں تاویل و تعبیر کے اختلاف ہمیشہ کے لئے رفع ہو جاتے ہیں بلکہ مدعی مہدویت کی شناخت سہل ہو کر تمام علامات کی اصل غرض پوری ہو جاتی ہے اور سلیم الفطرت انسان کے لئے امام مہدی کو قبول کرنا مشکل نہیں رہتا۔

خوش قسمتی سے مندرجہ بالا صفات کا حامل ایک نشان مخبر صادق حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے بیان شدہ ساری امت مسلمہ میں مسلّم چلا آ رہا ہے اور وہ حسب ذیل الفاظ میں شیعہ، سنی اور دیگر فرقوں کے لٹریچر میں مسلمہ طور پر موجود ہے۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«انَّ لِمَهْدِيِّنَا آيَتَيْنِ لَمْ تَكُونَا مُنْذُ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ. يَنْكَسِفُ الْقَمَرُ لِاَوَّلِ لَيْلَةٍ مِنْ رَمَضَانَ وَتَنْكَسِفُ الشَّمْسُ فِي النِّصْفِ مِنْهُ وَلَمْ تَكُونَا مُنْذُ خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ.» (سنن دارقطنی. باب صفة صلوة الخسوف والكسوف وهيئتهما)

گویا:

(۱) رمضان کا مہینہ۔
(۲) چاند گرہن کی معین تاریخ
(۳) سورج گرہن کی معین تاریخ
(۴) سورج اور چاند گرہن کے معین اوقات۔
(۵) سورج اور چاند گرہن کا ایک ہی مہینہ میں لگنا۔
(٦) سورج اور چاند گرہن سے قبل مدعی مہدویت کا موجود ہونا۔
(۷) مدعی مہدویت کا شریعت محمدیہؐ کے تابع ہونا جس کی بناء پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اسے "ہمارا مہدی" فرماتے ہیں۔
(۸) عوام و خواص کا اس مدعی مہدویت سے سورج اور چاند گرہن کے نشان کا مطالبہ کرنا۔
(۹) مدعی مہدویت کا سورج اور چاند گرہن کے نشان کو اپنے دعویٰ کی تائید میں پیش کرنا۔
(۱۰) اس موعود سورج اور چاند گرہن کا خاص طور پر اس بستی سے بھی نظر آنا جہاں مہدی علیہ السلام کا ظہور ہو

یہ ساری باتیں ایسی ہیں کہ جن کا یکجائی وقوع پذیر ہونا سوائے اللہ تعالیٰ کے خاص تصرف کے ہرگز ممکن نہیں۔ اور اس بنیادی علامت کے تابع ان تمام علامتوں کی تاویل اور تعبیر کا قضیہ طے پا سکتا ہے جن میں بظاہر دو یا دو سے زائد آراء کے پائے جانے کا امکان نظر آتا ہے۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان یہ ہے کہ ایسا نشان جس کے اندر یہ سارے پہلو موجود ہوں۔ پیشتر ازیں دنیا میں کسی کے حق میں بیان نہیں ہوا۔ جیسا کہ "لم تکونا منذ خلق اللہ السمٰوات والارض" کے الفاظ سے ظاہر ہے۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو امت کے فکری اور نظریاتی اختلاف کا بھی پورا علم تھا۔ اسی لئے امام مہدیؑ کی شناخت کے لئے ایک ایسا دوٹوک، حتمی اور یقینی اور قطعی نشان بیان کر دیا ہے جس سے تمام قسم کے اختلاف مٹ جاتے ہیں۔ ذیل میں ماہر فلکیات مکرم ڈاکٹر صالح محمد الہ دین صاحب پروفیسر عثمانیہ یونیورسٹی حیدر آباد، بھارت کے مضمون کا ایک حصہ پیش کیا جاتا ہے جس میں اس عظیم الشان اور قطعی نشان کی تفصیلات اور حقائق سائنس اور علم ہیئت کے نقطہ نگاہ سے بیان کئے گئے ہیں اور ماننا پڑتا ہے کہ حبیب کبریا مخبر صادق حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یہ نشان بیان فرمایا تو کائنات کا ماضی، حال اور مستقبل پوری طرح روشن تھا۔

صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ.

ہمارے سید و مولیٰ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ عظیم الشان پیش گوئی فرمائی ہے کہ آخری زمانہ میں آنے والے حضرت امام مہدی علیہ السلام کے وقت میں سورج اور چاند کو رمضان کے مہینے میں مخصوص تاریخوں میں گرہن لگیں گے جو حضرت امام مہدی علیہ السلام کے لئے بطور نشان ہونگے۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے:۔

﴿عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا* اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ....*﴾ (سورة الجن: ٢٧ و٢٨)

یعنی غیب کا علم جاننے والا وہی ہے (یعنی اللہ ہے) اور وہ اپنے غیب پر کسی کو غالب نہیں کرتا سوائے ایسے رسول کے جس کو وہ اس کام کے لئے پسند کر لیتا ہے (یعنی وہ اس کو کثرت سے علوم غیبیہ بخشتا ہے)"۔

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے رسولوں کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ نہایت قریبی تعلق ہوتا ہے۔ وہ اس قدر غیب کا علم اللہ تعالیٰ سے حاصل کرتے ہیں کہ اس لحاظ سے وہ دوسروں سے ممتاز ہو جاتے ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے بڑی کثرت سے علم غیب عطا فرمایا تھا۔ آپ نے یہ پیش گوئی فرمائی تھی کہ آخری زمانہ میں جبکہ دنیا خدا تعالیٰ سے دور ہو جائے گی تو وہ اس کی ہدایت کے لئے ایک مسیح و مہدی کو مبعوث فرمائے گا جس کے ذریعہ ایمان دنیا میں دوبارہ قائم ہو گا اور جس سے اسلام کی نشاۃ ثانیہ ہوگی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آنے والے موعود کی شناخت کے لئے کئی نشانات بیان فرمائے تھے۔ ان میں سے سورج اور چاند گرہن کے نشانات اس وقت میرا موضوع ہیں۔

چوتھی صدی ہجری میں حضرت علی بن عمر البغدادی الدارقطنی (۳۰٦ھ تا ۳۸۵ھ۔ ۹۱۸ء تا ۹۹۵ء) بلند پایہ محدث گزرے ہیں۔ وہ اپنی سنن دارقطنی میں حضرت امام باقر محمد بن علی رضی اللہ عنہ (جو حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کے گوشہ جگر تھے) کی روایت درج کرتے ہیں:۔

«انَّ لِمَهْدِيِّنَا آيَتَيْنِ لَمْ تَكُونَا مُنْذُ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ. يَنْكَسِفُ الْقَمَرُ لِاَوَّلِ لَيْلَةٍ مِنْ رَمَضَانَ وَتَنْكَسِفُ الشَّمْسُ فِي النِّصْفِ مِنْهُ وَلَمْ تَكُونَا مُنْذُ خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ.» (سنن دارقطنی. باب صفة صلوة الخسوف والكسوف وهيئتهما)

یعنی "ہمارے مہدی کے لئے دو نشان مقرر ہیں اور جب سے کہ آسمان اور زمین پیدا ہوئے ہیں یہ نشان کسی اور مامور کے حق میں ظاہر نہیں ہوئے۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ مہدی موعود کے زمانہ میں چاند کو (اس کی مقررہ راتوں میں سے) اول رات کو گرہن لگے گا اور سورج کو (اس کے مقررہ دنوں میں سے) درمیان میں گرہن لگے گا اور یہ ایسے نشان ہیں کہ جب سے اللہ تعالیٰ نے آسمان اور زمین پیدا کئے ہیں کبھی کسی مامور کے لئے ظاہر نہیں ہوئے۔"

سورج اور چاند گرہن قانون قدرت کی روشنی میں

سورج گرہن اور چاند گرہن کا قانون قدرت سے تعلق ہے۔ قرآن مجید نے قانون قدرت کی طرف بار بار توجہ دلائی ہے۔ لہٰذا سورج اور چاند گرہن کے تعلق سے قانون قدرت کا ذکر مناسب معلوم ہوتا ہے۔ اس سے حدیث شریف کے سمجھنے میں مدد ملتی ہے۔

سورج، چاند اور زمین کے نظام سے سورج گرہن اور چاند گرہن کا تعلق ہے۔ قرآن مجید نے انتہائی حسین انداز میں سورج چاند اور زمین کے نظام کا ذکر فرمایا ہے۔ سورۃ یٰسین کے وسط میں قرآن مجید کی یہ آیات آتی ہیں:۔

سُبْحٰنَ الَّذِيْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ كُلَّهَا مِمَّا تُنْۢبِتُ الْاَرْضُ وَمِنْ اَنْفُسِهِمْ وَمِمَّا لَا يَعْلَمُوْنَ۝
وَاٰيَةٌ لَّهُمُ الَّيْلُ ۖ نَسْلَخُ مِنْهُ النَّهَارَ فَاِذَا هُمْ مُّظْلِمُوْنَ۝
وَالشَّمْسُ تَجْرِيْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ۭ ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ۝
وَالْقَمَرَ قَدَّرْنٰهُ مَنَازِلَ حَتّٰى عَادَ كَالْعُرْجُوْنِ الْقَدِيْمِ۝
لَا الشَّمْسُ يَنْۢبَغِيْ لَهَآ اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا الَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ ۭ وَكُلٌّ فِيْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ۝
(سورہ یٰسین: ۳۷ تا ۴۱)

"پاک ہے وہ ذات جس نے ہر قسم کے جوڑے پیدا کئے ہیں۔ اس میں سے بھی جس کو زمین اگاتی ہے اور خود ان کی جانوں میں سے بھی اور ان چیزوں میں سے بھی جن کو وہ نہیں جانتے۔ اور ان کے لئے رات بھی ایک بڑا

نشان ہے۔ جس میں سے کھینچ کر ہم دن نکال لیتے ہیں جس کے بعد وہ اچانک اندھیرے میں رہ جاتے ہیں۔ اور سورج ایک مقررہ جگہ کی طرف چلا جا رہا ہے۔ یہ غالب اور علم والے خدا کا مقرر کردہ قانون ہے۔ اور چاند کو دیکھو کہ ہم نے اس کے لئے بھی منزلیں مقرر کر چھوڑی ہیں یہاں تک کہ وہ ان منزلوں پر چلتے چلتے ایک پرانی شاخ کے مشابہ ہو کر پھر لوٹ آتا ہے۔ نہ تو سورج کو طاقت ہے کہ وہ اپنے سال کے دورہ میں کسی وقت چاند کے قریب جا پہنچے (کیونکہ اگر ایسا ہو تو سارا نظام شمسی تباہ ہو جائے) اور نہ رات کو (یعنی چاند کو) طاقت ہے کہ وہ مسابقت کرتے ہوئے دن کو (یعنی سورج کو) پکڑ لے۔ بلکہ یہ سب کے سب ایک مقررہ راستہ پر نہایت سہولت سے چلتے چلے جاتے ہیں۔"

ان پانچ آیات میں سے پہلی آیت میں یہ عظیم الشان بنیادی حقیقت بیان ہوئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جوڑے پیدا کئے ہیں۔ دوسری آیت میں رات اور دن کا ذکر ہے جو زمین کی حرکت کا نتیجہ ہے۔ تیسری آیت میں سورج کی حرکت کا ذکر ہے۔ چوتھی آیت میں چاند کی حرکت کا ذکر ہے اور پانچویں آیت میں چاند، سورج اور رات دن کا اکٹھا ذکر ہے۔

مشاہدات اور سائنس سے معلوم ہوتا ہے کہ زمین اور چاند ایک دوسرے کے گرد گھومتے ہیں۔ اور ایک مہینہ میں چکر پورا کرتے ہیں۔ زمین اور چاند کا جوڑا سورج کے گرد گھومتا ہے اور ایک چکر ایک سال میں پورا کرتا ہے۔ سورج اپنے تمام جوڑوں کو لئے ہوئے جن میں زمین اور چاند کا جوڑا شامل ہے مرکز کہکشاں کے گرد گھومتا ہے اور ایک چکر کوئی بیس کروڑ سال میں پورا کرتا ہے۔ ہمارے سورج کی طرح بے شمار تارے کہکشاں کے اندر اپنے اپنے وقت میں چکر لگا رہے ہیں۔

جیسا کہ قرآن مجید نے بتایا ہے اور سائنس اس کی وضاحت کرتی ہے۔ سورج اور چاند اپنے حدود مقررہ سے باہر نہیں جاتے۔ قانون قدرت کے ماتحت وہ حرکت کرتے ہیں اور قانون قدرت کے اصول کے مطابق سورج اور چاند کو گرہن لگتا ہے۔ جب چاند زمین کے گرد گھومتے ہوئے سورج کے آگے اس طرح آ جاتا ہے کہ سورج کی روشنی کو زمین پر پڑنے سے روک دیتا ہے تو سورج گرہن ہو جاتا ہے اور جب زمین چاند اور سورج کے درمیان اس طرح آ جاتی ہے کہ زمین کا سایہ چاند پر گرتا ہے تو چاند گرہن ہو جاتا ہے۔ علم ہیئت کی اصطلاح میں چاند گرہن Full Moon کے وقت اور سورج گرہن New Moon کے وقت ہوتا ہے۔ گرہن ہونے کے لئے ضروری ہے کہ سورج اور چاند اور زمین تینوں ایک لائن میں ہوں یا قریب قریب ایک لائن میں ہوں۔ چاند اور زمین کے ایک دوسرے کے گرد گھومنے کی سطح اور دونوں کے سورج کے گرد گھومنے کی سطح میں کوئی پانچ ڈگری کا فرق ہے۔ اگر یہ فرق نہ ہوتا تو ہر مہینہ گرہن کی شرط پوری ہو جاتی اور سورج گرہن اور چاند گرہن ہر مہینہ ہوتے۔ لیکن اس فرق کی وجہ سے ایک شمسی سال میں زیادہ سے زیادہ سات گرہن ہو سکتے ہیں (جن میں سے چار یا پانچ سورج گرہن ہوتے اور دو یا تین چاند گرہن ہوتے) اور کم سے کم دو گرہن ہو سکتے ہیں اور یہ دونوں بھی سورج گرہن ہو سکتے ہیں۔ سورج گرہن کی تعداد چاند گرہن کی تعداد سے زیادہ ہوتی ہے۔ لیکن جب چاند کو گرہن لگتا ہے تو وہ زیادہ وسیع علاقے میں نظر آتا ہے اور سورج گرہن کم علاقے میں نظر آتا ہے۔ لہٰذا کسی معین جگہ سے چاند گرہن زیادہ نظر آتا ہے بہ نسبت سورج گرہن کے۔

چاند کی حرکت کافی پیچیدہ ہے۔ چاند اور زمین کے درمیان فاصلے میں اور رفتار میں حدود کے اندر کمی بیشی ہوتی رہتی ہے۔ کبھی چاند کی رفتار اول مہینہ میں تیز ہوتی ہے اور کبھی مہینہ کے آخری حصہ میں تیز ہوتی ہے۔ سورج کے فاصلے اور رفتار میں بھی حدود کے اندر کمی بیشی ہوتی رہتی ہے۔ لیکن سب کچھ حساب سے ہوتا ہے جیسا کہ قرآن مجید نے فرمایا ہے۔

ہیئت دان مہینہ کی ابتداء نئے چاند سے کرتے ہیں جبکہ سورج اور چاند کے طول بلد ایک ہوتے ہیں۔ اس وقت چاند بالکل نظر نہیں آتا۔ لیکن ہجری مہینہ کی ابتداء اس وقت سے ہوتی ہے جب چاند اس قدر بڑا ہو جاتا ہے کہ نظر آ سکتا ہے۔ اگر ہجری کیلنڈر کو استعمال کیا جائے تو چاند گرہن قمری مہینہ کی ۱۳، ۱۴ اور ۱۵ تاریخوں میں سے کسی بھی ایک تاریخ کو ہو سکتا ہے اور سورج گرہن ۲۷، ۲۸ اور ۲۹ تاریخوں میں سے کسی بھی ایک تاریخ کو ہو سکتا ہے۔ پیش گوئی میں یہ بتایا گیا ہے کہ چاند گرہن رمضان کی اول رات میں ہو گا اور سورج گرہن درمیان میں۔ لہٰذا چاند گرہن کے لئے تیرہویں رمضان اور سورج گرہن کے لئے اٹھائیسویں رمضان مقرر ہوئے۔

اول لیلہ سے مراد چاند کی تیرہویں تاریخ ہے نہ کہ پہلی تاریخ۔ یہ اس طرح بھی ثابت ہے کہ حدیث شریف میں قمر کا لفظ استعمال ہوا ہے نہ کہ ہلال کا۔ پہلی، دوسری اور تیسری تاریخ کا چاند عربی زبان میں ہلال کہلاتا ہے۔ چوتھی تاریخ سے آخر تک وہ قمر کہلاتا ہے۔

حضرت امام مہدی علیہ السلام کی آمد اور پیش گوئی کا وقوع

حدیث شریف کی پیش گوئی کس طرح پوری ہوئی اب اس کا پس منظر پیش کرتا ہوں۔ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام ۱۸۳۵ء میں پیدا ہوئے۔ آپ کی زندگی غیر معمولی تقویٰ اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور خدمت اسلام میں مصروفیت کی تھی۔ ۱۸۷۶ء سے لے کر آخر زندگی ۱۹۰۸ء تک طویل مدت آپ کو اللہ تعالیٰ سے الہامات پانے کا شرف حاصل رہا۔ ۱۸۸۲ء میں آپ کو ماموریت کا پہلا الہام ان الفاظ میں ہوا۔

يَا أَحْمَدُ بَارَكَ اللّٰهُ فِيكَ رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى. اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ. لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَا أُنْذِرَ اٰبَاؤُهُمْ وَلِتَسْتَبِينَ سَبِيلُ الْمُجْرِمِينَ. قُلْ اِنِّى اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِينَ

(براہین احمدیہ حصہ دوم)

یعنی "اے احمد! اللہ نے تجھے برکت دی ہے۔ پس جو وار تو نے دین کی خدمت میں چلایا ہے وہ تو نے نہیں چلایا بلکہ دراصل خدا نے چلایا ہے۔ خدا نے تجھے قرآن کا علم عطا کیا ہے تا کہ تو ان لوگوں کو ہوشیار کرے جن کے باپ دادے ہوشیار نہیں کئے گئے اور تا مجرموں کا راستہ واضح ہو جاوے۔ لوگوں سے کہہ دے کہ مجھے خدا کی طرف سے مامور کیا گیا ہے اور میں سب سے پہلے ایمان لاتا ہوں۔"

اللہ تعالیٰ نے یہ بھی آپ کو فرمایا:۔

قل عندی شهادة من الله فهل أنتم مؤمنون. قل عندی شهادة من الله فهل أنتم مسلمون.

یعنی "ان کو کہہ دے کہ میرے پاس خدا کی ایک گواہی ہے کیا تم اس کو مانو گے نہیں۔ پھر ان کو کہہ دے کہ میرے پاس خدا کی ایک گواہی ہے کیا تم اس کو قبول کرو گے یا نہیں"۔

یہ الہامات آپ نے اپنی عظیم الشان تصنیف براہین احمدیہ میں شائع فرمائے۔ اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل میں آپ نے چودھویں صدی ہجری کے مجدد ہونے کا دعویٰ فرمایا۔ پھر اللہ تعالیٰ سے حکم پانے کے بعد آپ نے ۲۳ مارچ ۱۸۸۹ء کو لدھیانہ کے مقام پر پہلی بیعت لی اور جماعت احمدیہ کی بنیاد ڈالی گئی۔ حضرت الحاج حافظ مولوی حکیم نورالدین صاحبؓ جو آپ کے وصال کے بعد آپ کے جانشین بنے، نے سب سے پہلے بیعت کی۔ پہلے روز چالیس افراد نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی اور ہر ایک نے اقرار کیا کہ میں دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا۔ اس وقت تک آپ کا دعویٰ صرف مجددیت کا تھا۔ ۱۸۹۰ء کے آخر میں اللہ تعالیٰ نے آپ پر الہاماً ظاہر فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پا چکے ہیں اور ان کے دوبارہ آنے کا وعدہ ایک مثیل کے ذریعہ پورا ہونا تھا اور وہ مثیل آپ ہی ہیں۔ چنانچہ جو الہامات اس بارے میں آپ کو ہوئے ان میں سے ایک یہ تھا کہ:۔

"مسیح ابن مریم رسول اللہ فوت ہو چکا ہے اور اس کے رنگ میں وعدہ کے موافق تو آیا ہے۔ و کان وعد اللہ مفعولا"۔

(تذکرہ)

اللہ تعالیٰ سے یہ انکشاف پانے کے بعد ۱۸۹۱ء میں آپ نے اعلان فرمایا کہ آپ ہی وہ مسیح موعود اور مہدی معہود ہیں جن کے ذریعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئی کے مطابق دین حق کی نشاۃ ثانیہ مقدر ہے۔ آپ نے اپنے دعویٰ کی صداقت ثابت کرنے کے لئے دلائل بھی پیش فرمائے اور آپ نے کتابیں فتح اسلام، توضیح مرام اور ازالہ اوہام شائع فرمائیں لیکن وقت کے علماء نے آپ کو جھٹلایا اور آپ کو ملحد اور کافر اور دجال کہا (نعوذ باللہ)۔ آپ کی شدید مخالفت کی گئی۔

اپنی کتاب نورالحق حصہ اول میں جو آپ نے عربی زبان میں تحریر فرمائی اللہ تعالیٰ کے حضور نہایت عاجزانہ رنگ میں آپ دعا کرتے ہیں جس کے چند الفاظ یہ ہیں:۔

"اے خدا! کیا میں تیری طرف سے نہیں؟ اس وقت لعنت و تکفیر کی کثرت ہو گئی ہے۔ فافتح بیننا و بین قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین۔ اے خدا تو آسمان سے میرے لئے نصرت نازل فرما اور مصیبت کے وقت اپنے بندے کی مدد کے لئے آ۔ میں کمزور ہوں اور ذلیلوں کی طرح ہو گیا اور قوم نے مجھے دھتکار دیا اور مورد ملامت بنایا۔ پس تو میری ایسی نصرت فرما جیسی تو نے اپنے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی بدر کے دن فرمائی۔

(روحانی خزائن جلد ہشتم
نورالحق حصہ اول)

جو اعتراضات آپ پر کئے گئے ان میں یہ اعتراض بھی تھا کہ سورج گرہن، چاند گرہن کے بارے میں جو پیش گوئی ہے وہ پوری نہیں ہوئی؟۔ پھر اللہ تعالیٰ نے یہ نشان آسمانی دکھایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئی کے مطابق ۱۳۱۱ ہجری (۱۸۹۴ عیسوی) میں رمضان المبارک کی مقرر کردہ تاریخوں میں چاند اور سورج کو گرہن لگے۔ چاند گرہن ۱۳ رمضان المبارک (۲۱ مارچ) کو رات کے ابتدائی حصہ میں ہوا اور سورج گرہن ۲۸ رمضان المبارک (۶ اپریل) بروز جمعہ ہوا۔ ۱۸۹۴ء کی جنتری کے علاوہ گرہن کا ذکر اخبار آزاد اور سول اینڈ ملٹری گزٹ میں بھی ہوا۔ Professor T. R. Oppolzer کی کتاب Canon of Eclipses ۱۲۰۸ قبل مسیح سے لے کر ۲۱۶۱ عیسوی تک کے گرہنوں کی انگریزی تاریخیں دی گئی ہیں۔ اس کتاب سے بھی مذکورہ بالا تاریخوں کو تصدیق ملتی ہے۔ یہ کتاب عثمانیہ یونیورسٹی حیدر آباد کے شعبہ ہیئت کی لائبریری میں موجود ہے۔ ۱۸۹۴ء کے Nautical Almanac London سے بھی اس کی تصدیق حاصل کی جا سکتی ہے۔ الحمد للہ۔

۱۳۱۱ھ، ۱۸۹۴ء کے رمضان کے گرہنوں کی خصوصیات

اس نشان کے ظاہر ہونے کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتاب "نورالحق حصہ دوم" تحریر فرمائی جس میں آپ نے بیان فرمایا کہ اس نشان سے ہمارے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک عظیم الشان پیش گوئی پوری ہوئی ہے۔ آپ نے اپنے الہام کی روشنی میں بھی یہ وضاحت فرمائی کہ حدیث شریف میں "اول لیلہ" کے جو الفاظ آتے ہیں اس سے مراد چاند گرہن کی پہلی رات یعنی ۱۳ رمضان کی رات ہے اور "فی النصف منہ" کے جو الفاظ آتے ہیں اس سے مراد سورج گرہن کا درمیانی دن یعنی ۲۸ رمضان ہے۔ چنانچہ گرہن انہی تاریخوں میں ہوئے۔

نیز آپ نے اپنی کتاب میں یہ ایمان افروز بات بھی بتائی کہ پیش گوئی کے اول اور نصف کے الفاظ دو طرح سے پورے ہوئے ایک تاریخوں کے لحاظ سے اور دوسرے وقت کے لحاظ سے۔ وقت کے لحاظ سے اس طرح پورے ہوئے کہ چاند گرہن قادیان میں اول رات یعنی رات کے شروع ہوتے ہی ہو گیا اور سورج گرہن قادیان میں دوپہر سے پہلے ہوا۔ کلکتہ سٹینڈرڈ ٹائم کے مطابق ہندوستان میں چاند گرہن شام کو سات بجے اور ساڑھے نو بجے کے درمیان ہوا اور سورج گرہن صبح نو بجے اور گیارہ بجے کے درمیان۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"پس تاویل صحیح اور معنے حق صریح یہ ہیں کہ یہ فقرہ کہ خسوف اول رات رمضان ہو گا اس کے معنے یہ ہیں کہ تین راتوں میں سے جو چاندنی راتیں کہلاتی ہیں۔ پہلی رات میں گرہن ہو گا اور ایام بیض کو تو جانتا ہے حاجت بیان نہیں اور ساتھ اس کے اس بات کی طرف بھی اشارہ ہے کہ جب چاند گرہن پہلی چاندنی رات میں ہو گا تو رات کے شروع ہوتے ہی ہو جائے گا۔ نہ یہ کہ کچھ وقت گزر کر ہو جیسا کہ ایک دانا صاحب معرفت کے نزدیک یہ بات ظاہر ہے اور اسی طرح چاند گرہن ہوا۔ اور بہتوں نے اس ملک کے لوگوں میں سے دیکھا"۔

(نورالحق حصہ دوم)

سورج گرہن کے نصف میں ہونے کے بارے میں آپ فرماتے ہیں:۔

یہ قول کہ سورج گرہن اس کے نصف میں ہو گا اس سے یہ مراد ہے کہ سورج گرہن ایسے طور سے ظاہر ہو گا کہ ایام کسوف کو نصفا نصف کر دے گا اور کسوف کے دنوں میں دوسرے دن کے نصف سے تجاوز نہیں کرے گا کیونکہ وہی نصف کی حد ہے۔ پس جیسا کہ خدا تعالیٰ نے یہ مقدر کیا کہ گرہن کی راتوں میں سے پہلی رات کو چاند گرہن ہو ایسا ہی یہ بھی مقدر کیا کہ سورج گرہن کے دنوں میں سے جو وقت نصف میں واقع ہے اس میں گرہن ہو۔ سو مطابق خبر واقعہ ہوا۔ اور خدا تعالیٰ بجز ایسے پسندیدہ لوگوں کے جن کو وہ اصلاح خلق کے لئے بھیجتا ہے کسی کو اپنے غیب پر اطلاع نہیں دیتا پس شک نہیں کہ یہ حدیث پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے جو خیر المرسلین ہے"۔

اس مضمون کے مطالعہ میں خاکسار کو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہمارے موجودہ امام جماعت احمدیہ حضرت خلیفة المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی حوصلہ افزائی، توجہ اور دعائیں حاصل رہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ حضور کو صحت اور برکت اور کامیابیوں کی لمبی عمر دے۔ دوران گفتگو خاکسار نے حضور اقدس سے عرض کیا تھا کہ "فی النصف منہ" کی پیش گوئی دو طرح سے پوری ہوئی ہے۔ تاریخ کے لحاظ سے بھی اور وقت کے لحاظ سے بھی۔ تو حضور نے فرمایا صرف دو طرح نہیں بلکہ تین طرح سے پوری ہوئی ہے۔ اس طرح سے بھی تو پوری ہوئی کہ زمین کے نصف کرہ نے دیکھا۔ نیز حضور اقدس نے فرمایا تھا کہ اس پیش گوئی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت دونوں ثابت ہوتے ہیں۔

ایک اور لطیف بات جس کا ذکر حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی کتاب نورالحق حصہ دوم میں فرمایا ہے۔ وہ یہ ہے کہ قرآن مجید نے چاند گرہن کے لئے تو خسف کا لفظ استعمال فرمایا ہے جو عام طور پر چاند گرہن کے لئے استعمال ہوتا ہے لیکن سورج گرہن کے لئے کسف کا لفظ استعمال نہیں فرمایا جو عام طور پر سورج گرہن کے لئے استعمال کیا جاتا ہے بلکہ سورج گرہن کے لئے "جمع الشمس والقمر" کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں۔ اس پر تبصرہ کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"قرآن نے کسوف کو کسوف کے لفظ سے بیان نہیں کیا تا ایک امر زائد کی طرف اشارہ کرے کیونکہ یہ سورج گرہن جو بعد چاند گرہن کے ہوا یہ ایک غیر معمولی اور نادر الصور تھا اور اگر تو اس پر گواہ طلب کرتا ہے یا مشاہدہ کرنے والوں کو چاہتا ہے۔ پس اس سورج گرہن کی صور غیبیہ اور اشکال عجیبہ مشاہدہ کر چکا ہے۔ پھر تجھے اس بارہ میں وہ خبر کفایت کرتی ہے جو دو مشہور اور مقبول اخبار یعنی Pioneer and Civil , Military Gazette میں لکھی گئی ہے اور وہ دونوں پرچے مارچ ۱۸۹۴ء کے مہینہ میں شائع ہوئے ہیں"۔

(نورالحق حصہ دوم)

گرہنوں کے اقسام ہوتے ہیں۔ بعض گرہن خفیف ہوتے ہیں اور بعض نمایاں۔ Professor J. Mitchell نے اپنی کتاب Eclirses of The Sun (Columbia University New York 5th Edition 1951 Page 53) میں سورج گرہن کے چار اقسام کا ذکر کیا ہے:۔

1. Partial.
2. Annular.
3. Annular - Total
4. Total

پہلی قسم میں سورج کا کچھ حصہ تاریک ہوتا ہے۔ دوسری قسم میں سورج کا درمیانی حصہ تاریک ہوتا ہے لیکن اطراف کا حصہ تاریک نہیں ہوتا۔ ٹوٹل گرہن میں سورج تمام کا تمام تاریک ہو جاتا ہے۔ Annular Total جیسا کہ نام سے ہی ظاہر ہے یہ درمیانی قسم ہے۔ یہ تیسری قسم کا گرہن سب سے زیادہ نایاب ہے۔

پروفیسر مچل نے ماضی کے گرہنوں کے جائزہ لینے سے یہ استنباط کیا ہے کہ اوسط صدی میں ۲۳۷ سورج گرہن ہوئے جس میں سے صرف دس اس تیسری قسم کے تھے۔ ۲۸ رمضان المبارک ۱۳۱۱ھ کا گرہن اس تیسری قسم کا تھا۔ اس لئے وہ عام سورج گرہن سے مختلف تھا جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ذکر فرمایا ہے:۔

یہ بات بھی قابل توجہ ہے کہ چاند کو جب گرہن لگتا ہے تو زمین کے نصف کرہ سے زیادہ حصہ سے دیکھا جا سکتا ہے لیکن سورج گرہن کم علاقہ سے دیکھا جاتا ہے۔ کئی دفعہ ایسے مقامات پر سورج گرہن ہوتا ہے جہاں سمندر ہوتا ہے یا آبادی کم ہوتی ہے۔ ۱۸۹۴ء کا سورج گرہن ایشیا کے کئی مقامات سے دیکھا جا سکتا تھا۔ جس میں ہندوستان بھی شامل ہے جہاں پیش گوئی کے مقصود حضرت مسیح موعودؑ موجود تھے۔ حضرت مسیح موعودؑ تحریر فرماتے ہیں کہ اس میں بھی حق کے طالبوں کے لئے نشان ہے کہ گرہن ہندوستان سے دیکھا جا سکتا تھا۔ چنانچہ آپ تحریر فرماتے ہیں:۔

"اے بندگان خدا فکر کرو اور سوچو کیا تمہارے نزدیک جائز ہے کہ مہدی تو بلاد عرب اور شام میں پیدا ہو اور اس کا نشان ہمارے ملک میں ظاہر ہو اور تم جانتے ہو کہ حکمت الٰہیہ نشان کو اس کے اہل سے جدا نہیں کرتی۔ پس کیونکر ممکن ہے کہ مہدی تو مغرب میں ہو اور اس کا نشان مشرق میں ظاہر ہو۔ اور تمہارے لئے اس قدر کافی ہے اگر تم طالب حق ہو"۔

(نورالحق حصہ دوم)

پروفیسر Oppolzer کی کتاب کینن آف ایکلپسز میں صرف نمایاں سورج گرہنوں کے مقامات کو نقشہ کے ذریعہ دکھایا گیا ہے۔ ۱۸۹۴ء کے رمضان کا سورج گرہن چونکہ نمایاں قسم کا تھا اس لئے اس کے ٹریک کو پروفیسر صاحب نے نقشہ سے بتایا ہے۔ اس کتاب کے چارٹ ۱۴۸ میں اس سورج گرہن کے راستہ کی نشان دہی کی گئی ہے۔ ۱۸۹۴ء کے Nautical Almanac London میں بھی اس سورج گرہن کے راستہ کو نقشہ سے بتایا گیا ہے۔ دونوں کتابوں میں دیکھا جا سکتا ہے کہ سورج گرہن کا راستہ ہندوستان میں سے گزرتا ہے۔ الحمدللہ

الغرض سیدنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئی باریکیوں کے ساتھ بڑی لطافت کے ساتھ، حسن و جمال کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بانی جماعت احمدیہ کے حق میں پوری ہوئی۔ فتبارک اللہ احسن الخالقین۔ نیوٹن نے کشش ثقل سترھویں صدی عیسوی میں معلوم کیا تھا لیکن ہمارے سید و مولیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عالم الغیب خدا سے اطلاع پا کر ایسی حیرت انگیز پیش گوئی فرمادی کہ حضرت امام مہدیؑ کی آمد بتانے کے لئے اس سے بہتر آسمانی علامت تصور میں نہیں آتی۔

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ، سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْم. اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ

۱۳۱۲ھ، ۱۸۹۵ء میں دوسری دفعہ رمضان میں گرہن

ایک اور حدیث میں آتا ہے کہ دو دفعہ رمضان میں گرہن ہوگا۔

ان الشمس تنکسف مرتین فی رمضان
(مختصر تذکرہ قرطبی صـ ۱۴۸ للقطب الربانی شیخ عبدالوہاب شعرانیؒ)

چنانچہ اگلے سال ۱۸۹۵ء میں بھی رمضان کے مہینہ میں گرہن ہوئے۔ یہ گرہن قادیان سے نظر نہیں آئے۔ زمین کے مغربی کرہ کے بعض علاقوں سے نظر آ سکتے تھے۔

چاند گرہن ۱۱ مارچ ۱۸۹۵ء کو ہوا اور سورج گرہن ۲۶ مارچ کو ہوا۔ ان گرہنوں کے وقت بھی قادیان میں رمضان کی تاریخیں ۱۳ اور ۲۸ تھیں۔ اس دفعہ کا سورج گرہن نمایاں قسم کا نہیں تھا لہٰذا پروفیسر اوپوزر نے اپنی کتاب میں اس کے لئے نقشہ نہیں دیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتاب حقیقة الوحی میں جو ۱۹۰۷ء میں شائع ہوئی ان گرہنوں کا ذکر بھی فرمایا چنانچہ آپ فرماتے ہیں:۔

"جیسا کہ ایک حدیث میں بیان کیا گیا ہے یہ گرہن دو مرتبہ رمضان میں واقع ہو چکا ہے۔ اول اس ملک میں دوسرے امریکہ میں اور دونوں مرتبہ انہی تاریخوں میں ہوا ہے جن کی طرف حدیث اشارہ کرتی ہے اور چونکہ اس گرہن کے وقت میں مہدی معہود ہونے کا مدعی کوئی زمین پر بجز میرے نہیں تھا۔ اور نہ کسی نے میری طرح اس گرہن کو اپنی مہدویت کا نشان قرار دے کر صدہا اشتہار اور رسالے اردو اور فارسی اور عربی میں دنیا میں شائع کئے۔ اس لئے یہ نشان آسمانی میرے لئے متعین ہوا۔ اور دوسری اس پر دلیل یہ ہے کہ بارہ برس پہلے اس نشان کے ظہور سے خدا تعالیٰ نے اس نشان کے بارے میں مجھے خبر دی تھی کہ ایسا نشان ظہور میں آئے گا اور وہ خبر براہین احمدیہ میں درج ہو کر قبل اس کے جو یہ نشان ظاہر ہو لاکھوں آدمیوں میں مشتہر ہو چکی تھی .... (حقیقة الوحی)

منذ خلق السمٰوات والارض کی تشریح اور اس اعتراض کا جواب کہ سورج اور چاند گرہن رمضان میں کئی دفعہ ہوئے

یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ سورج اور چاند گرہن رمضان کے مہینے میں کئی دفعہ ہوئے ہیں۔ لہٰذا ۱۳۱۱ھ، ۱۸۹۴ء کے گرہن کو اہمیت نہیں دی جا سکتی۔ یہ درست ہے کہ وقتاً فوقتاً رمضان کے مہینے میں دونوں گرہن ہوتے ہیں۔ لیکن حدیث شریف میں معین تاریخوں کا ذکر ہے اور مدعی کا موجود ہونا ضروری شرط ہے۔ حدیث شریف کے الفاظ "لم تکونا منذ خلق السماوات والارض صاف طور پر بتاتے ہیں کہ اس پیش گوئی میں کوئی معمولی بات نہیں بتائی گئی ہے۔

خاکسار نے جو مطالعہ کیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کم و بیش ہر بائیس سال میں ایک سال یا متواتر دو سال ایسے آتے ہیں جبکہ چاند اور سورج کو رمضان کے مہینہ میں دنیا کے کسی نہ کسی حصہ پر گرہن لگتا ہے لیکن **کسی معین جگہ سے معین رمضان کی تاریخوں میں دونوں گرہنوں کا نظر آنا اس واقعہ کو نایاب بنا دیتا ہے** ۱۸۹۴ء کے گرہن کا دوسرے گرہنوں سے موازنہ کرنا بہت ایمان افروز ہے۔

خاکسار نے اپنے دوست ڈاکٹر موہن بلاغ کے ساتھ جو عثمانیہ یونیورسٹی میں ریڈر ہیں ۱۸۰۰ء تا ۲۰۰۰ء میں رمضان میں ہونے والے گرہنوں کا مطالعہ کیا ہے۔ ہمارا حاصل مطالعہ یہ رہا کہ ان دو صدیوں میں سترہ دفعہ سورج گرہن اور چاند گرہن دونوں رمضان کے مہینہ میں ہوئے لیکن صرف ۱۸۹۴ء ہی ایسا سال تھا جس میں سورج گرہن چاند گرہن قادیان پر مقرر کردہ تاریخوں میں ہوئے۔

کلکتہ میں حکومت ہندوستان کا ادارہ ہے Meterological Department Positional Astronomy Centre میری درخواست پر وہاں سائنس دانوں نے بھی تحقیق کی انہوں نے دس دفعہ کے گرہنوں کا مطالعہ کیا۔ انہوں نے بھی صرف ۱۸۹۴ء کے سال کو ایسا پایا جس میں سورج گرہن اور چاند گرہن دونوں قادیان سے مقرر کردہ تاریخوں میں نظر آ سکتے تھے۔ ان کی تحقیق کی تفصیل جولائی ۱۹۸۷ء کے رسالہ ریویو آف ریلیجنز میں شائع ہوئی ہے۔ الغرض دونوں گرہنوں کا مقرر کردہ تاریخوں میں قادیان سے نظر آنا کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ کئی رمضان میں ہونے والے کسوف و خسوف میں سے صرف ایک کسوف خسوف اس صفت کا ہوا ہے۔

علاوہ ازیں مدعی کا موجود ہونا پیش گوئی کے پورا ہونے کے لئے ضروری شرط ہے۔ حدیث شریف کے الفاظ "ان لمهدینا" سے واضح ہے کہ سورج اور چاند گرہن کے نشان مہدی کے فائدے کے لئے ہیں۔ محض گرہنوں کا ہونا بحث کا مقصد نہیں ہے۔

"لم تکونا منذ خلق السماوات والارض" سے یہ مراد ہے کہ نشان کے طور پر گرہن پہلے کبھی نہیں ہوئے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"ہمیں اس بات سے بحث نہیں کہ ان تاریخوں میں کسوف خسوف رمضان کے مہینہ میں ابتدائے دنیا سے آج تک کتنی مرتبہ واقع ہوا ہے۔ ہمارا مدعا صرف اس قدر ہے کہ جب سے نسل انسانی دنیا میں آئی ہے۔ نشان کے طور پر یہ خسوف کسوف صرف میرے زمانہ میں میرے لئے واقع ہوا ہے اور مجھ سے پہلے کسی کو یہ اتفاق نصیب نہیں ہوا کہ ایک طرف تو اس نے مہدی موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہو اور دوسری طرف اس

A.Z ELECTRONICS

18 BROOKWOOD ROAD,
SOUTHFIELDS, LONDON SW18 5PB
NEAREST UNDERGROUND STATION
SOUTHFIELDS - DISTRICT LINE

TEL: 081 877 3492 FAX: 081 877 3518

FOR VIDEO, TELEVISION &
ELECTRONIC SPARES SEMI
CONDUCTORS
REMOTE CONTROLS VIDEO
HEADS, ETC.,

VISA AND ACCESS CARDS ACCEPTED FOR POSTAL DESPATCH

کے دعویٰ کے بعد رمضان کے مہینہ میں مقرر کردہ تاریخوں میں خسوف کسوف بھی واقع ہو گیا ہو اور اس نے اس کسوف خسوف کو اپنے لئے نشان ٹھہرایا ہو۔ اور دار قطنی کی حدیث میں یہ تو کہیں نہیں ہے کہ پہلے کبھی کسوف خسوف نہیں ہوا کیونکہ "لم تکونا" کا لفظ مونث کے صیغہ کے ساتھ دارقطنی میں ہے جس کے یہ معنی ہیں کہ ایسا نشان کبھی ظہور میں نہیں آیا اور اگر یہ مطلب ہوتا کہ کسوف خسوف پہلے کبھی ظہور میں نہیں آیا تو لفظ "لم یکونا" مذکر کے صیغہ سے چاہئے تھا نہ کہ "لم تکونا" جو مونث کا صیغہ ہے جس سے صریح معلوم ہوتا ہے کہ اس سے مراد آیتین ہے۔ یعنی دو نشان کیونکہ یہ مونث کا صیغہ ہے۔ پس جو شخص یہ خیال کرتا ہے کہ پہلے بھی کئی دفعہ محسوف کسوف ہو چکا ہے اس کے ذمہ یہ بار ثبوت ہے کہ وہ ایسے مدعی مہدویت کا پتہ دے جس نے اس کسوف خسوف کو اپنے لئے نشان ٹھہرایا ہو اور یہ ثبوت یقینی اور قطعی چاہئے اور یہ صرف اسی صورت میں ہوگا کہ ایسے مدعی کی کوئی کتاب پیش کی جائے جس نے مہدی معہود ہونے کا دعویٰ کیا ہو۔ اور نیز یہ لکھا ہو کہ خسوف کسوف جو رمضان میں دارقطنی کی مقرر کردہ تاریخوں کے موافق ہوا ہے وہ میری سچائی کا نشان ہے۔ غرض صرف محسوف کسوف خواہ ہزاروں مرتبہ ہوا ہو اس سے بحث نہیں۔ نشان کے طور پر ایک مدعی کے وقت صرف ایک دفعہ ہوا ہے۔ اور حدیث نے ایک مدعی مہدویت کے وقت میں اپنے مضمون کا وقوع ظاہر کر کے اپنی صحت اور سچائی کو ثابت کر دیا"۔

(چشمہ معرفت)

نیز حضرت اقدس بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"درحقیقت آدم سے لے کر اس وقت تک کبھی اس قسم کی پیش گوئی کسی نے نہیں کی۔ یہ پیش گوئی چار پہلو رکھتی ہے یعنی

(۱) چاند گرہن متعلقہ تاریخوں میں سے پہلی رات میں ہونا۔

(۲) سورج کا گرہن اس کے مقررہ دنوں میں سے بیچ کے دن میں ہونا۔

(۳) یہ کہ رمضان کا مہینہ ہونا۔

(۴) چوتھے مدعی کا موجود ہونا جس کی تکذیب کی گئی۔

پس اگر اس پیش گوئی کی عظمت کا انکار ہے تو دنیا میں اس کی نظیر پیش کرو اور جب تک نظیر نہ مل سکے تب تک یہ پیش گوئی ان تمام پیش گوئیوں سے اول درجے میں ہے جن کی نسبت آیت

فلا یظھر علیٰ غیبہ احداً

کا مضمون صادق آسکتا ہے۔ کیونکہ اس میں بیان کیا گیا ہے کہ آدم سے اخیر تک اس کی نظیر نہیں"۔

(تحفہ گولڑویہ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا انعامی چیلنج

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتاب نور الحق حصہ دوم میں یہ بھی فرمایا ہے کہ اگر کوئی شخص اس نشان کی مثیل پیش کر سکے تو اسے ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا۔ چنانچہ آپؑ تحریر فرماتے ہیں:۔

"کیا تم ڈرتے نہیں کہ تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کو جھٹلایا حالانکہ اس کا صدق چاشت گاہ کے آفتاب کی طرح ظاہر ہو گیا۔ کیا تم اس کی نظیر پہلے زمانوں میں سے کسی زمانہ میں پیش کر سکتے ہو۔ کیا تم کسی کتاب میں پڑھتے ہو کہ کسی شخص نے دعویٰ کیا کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے ہوں اور پھر اس کے زمانہ میں رمضان میں چاند اور سورج کا گرہن ہوا جیسا کہ تم نے دیکھا۔ پس اگر پہچانتے ہو تو بیان کرو اور تمہیں ہزار روپیہ انعام ملے گا۔ اگر ایسا کر دکھاؤ۔ پس ثابت کرو اور یہ انعام لے لو اور میں خدا تعالیٰ کو اپنے اس عہد پر گواہ ٹھہراتا ہوں اور تم بھی گواہ رہو اور خدا سب گواہوں سے بہتر ہے اور اگر تم ثابت نہ کر سکو اور ہرگز ثابت نہ کر سکو گے تو اس آگ سے ڈرو جو مفسدوں کے لئے تیار کی گئی ہے"۔

(نور الحق حصہ دوم)

ان لمھدینا کے الفاظ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیار کا اظہار

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ حدیث شریف میں "لمھدینا ہمارا مہدی" کے الفاظ آتے ہیں جن میں بہت پیار کا اظہار ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے آنے والے مہدی سے تھا۔ دوسری حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اپنا سلام بھیجا اور فرمایا کہ اگر برف کے پہاڑوں پر سے بھی جانا پڑے تو جانا اور ان کی بیعت کرنا۔ چنانچہ حدیث شریف میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

"اللہ کا خلیفہ المہدی ظاہر ہو گا۔ اگر تمہیں برف کے پہاڑوں پر سے گھٹنوں کے بل گھسٹ کر جانا پڑے تو تم جا کر اس مہدی کو میرا سلام پہنچانا اور اس کی بیعت کرنا کیونکہ وہ مہدی خدا کا خلیفہ ہو گا"

(سنن ابن ماجہ جلد ۲، ظہور مہدی کا بیان)

بزرگان امت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سلام حضرت امام مہدی علیہ السلام کو پہنچانے کی آرزو رکھتے تھے۔ چنانچہ تیرہویں صدی کے مجدد حضرت سید احمد صاحب بریلوی رحمہ اللہ علیہ کے دربار میں شاعر حضرت مومن دہلوی نے اپنی دلی آرزو کا اظہار روح پرور انداز میں اس شعر کے ذریعہ کیا ہے:۔

زمانہ مہدی موعود پایا اگر مومن
تو سب سے پہلے تو کہیو سلام پاک حضرتؑ کا

(دیوان مومن)

(چودھویں صدی کی غیر معمولی اہمیت از محترم مولانا دوست محمد صاحب شاہد ص ۴۴)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے مہدی سے خاص محبت تھی تو دوسری طرف حضرت امام مہدی علیہ السلام کو بھی اپنے آقا و مطاع حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے بے حد عشق تھا۔ آپ فرماتے ہیں:۔

يَا حِبٌّ اِنَّكَ قَدْ دَخَلْتَ مَحَبَّةً
فِي مُهْجَتِي وَمَدَارِكِي وَجَنَان
مِنْ ذِكْرِ وَجْهِكَ يَا حَدِيقَةَ بَهْجَتِي
لَمْ اَخْلُ فِي لَحْظٍ وَلاَ فِي آن
جِسْمِي يَطِيْرُ اِلَيْكَ مِنْ شَوْقٍ عَلاَ
يَا لَيْتَ كَانَتْ قُوَّةُ الطَّيَرَانِ

جان و دلم فدائے جمال محمد است
خاکم نثار کوچہ آل محمد است
دیدم بعین قلب و شنیدم بگوش ہوش
در ہر مکاں ندائے جمال محمد است
بعد از خدا بعشق محمد مخمرم
گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم
وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا
نام اس کا ہے محمد دلبر مرا یہی ہے
اس نور پر فدا ہوں اس کا ہی میں ہوا ہوں
وہ ہے میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے
دلبرا مجھ کو قسم ہے تیری یکتائی کی
آپ کو تیری محبت میں بھلایا ہم نے
بخدا دل سے مرے مٹ گئے سب غیروں کے نقش
جب سے دل میں یہ ترا نقش جمایا ہم نے
دیکھ سکتا ہی نہیں میں ضعف دین مصطفیٰؐ
مجھ کو کر اے میرے سلطاں کامیاب و کامگار

پیارے بھائیو! اس فانی فی الرسول کے ذریعہ اس مادیت کے دور میں دنیا نے ایک مامور من اللہ کے درد بھرے دل کی تڑپتی ہوئی آواز سنی ہے جو اسے اپنے خالق اور مالک خدا کی طرف بلاتی ہے۔ جیسا کہ آپ فرماتے ہیں:۔

"کیا بدبخت وہ انسان ہے جس کو اب تک یہ پتہ نہیں کہ اس کا ایک خدا ہے جو ہر ایک چیز پر قادر ہے۔ ہمارا بہشت ہمارا خدا ہے۔ ہماری اعلیٰ لذات ہمارے خدا میں ہیں۔ کیونکہ ہم نے اس کو دیکھا اور ہر ایک خوبصورتی اس میں پائی۔ یہ دولت لینے کے لائق ہے اگرچہ جان دینے سے ملے اور یہ لعل خریدنے کے لائق ہے اگرچہ تمام وجود کھونے سے حاصل ہو۔ اے محرومو! اس چشمہ کی طرف دوڑو کہ وہ تمہیں سیراب کرے گا۔ یہ زندگی کا چشمہ ہے جو تمہیں بچائے گا۔ میں کیا کروں اور کس طرح اس خوش خبری کو دلوں میں بٹھا دوں اور کس دف سے میں بازاروں میں منادی کروں کہ تمہارا یہ خدا ہے تا لوگ سن لیں اور کس دوا سے میں علاج کروں تا سننے کے لئے لوگوں کے کان کھلیں"۔

(کشتی نوح)

آپ ہی وہ مسیح موعود اور مہدی معہود ہیں جن کی تعریف میں حدیث شریف میں آیا ہے کہ اگر ایمان ثریا پر ہو گا تب بھی وہ موعود وہاں سے اسے لے آئیں گے۔ آپ ہی وہ بابرکت وجود ہیں جو موجودہ کٹھن زمانہ میں دنیا کے لئے عافیت کا حصار ہیں۔ آپ ہی وہ مبارک وجود ہیں جن کے حق میں سرور کائنات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظیم پیش گوئی سورج و چاند گرہن کے متعلق شان و شوکت کے ساتھ پوری ہو گئی اور جن کو سیدنا و مولانا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سلام پاک بھیجا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حلفیہ اعلانات

بالآخر میں اس ضمن میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حلفیہ اعلانات پیش کرتا ہوں۔ آپ فرماتے ہیں:۔

میرے ہی زمانہ میں رمضان کے مہینہ میں کسوف و خسوف ہوا۔ میرے ہی زمانہ میں ملک پر موافق احادیث صحیحہ اور قرآن شریف اور پہلی کتابوں کے طاعون آئی۔ اور میرے ہی زمانہ میں نئی سواری یعنی ریل جاری ہوئی اور میرے ہی زمانہ میں میری پیش گوئیوں کے مطابق خوفناک زلزلے آئے تو پھر کیا تقویٰ کا مقتضا نہ تھا کہ میری تکذیب پر دلیری نہ کی جاتی؟ دیکھو میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ہزاروں نشان میری تصدیق کے ظاہر ہوئے اور ہو رہے ہیں اور آئندہ ہوں گے۔ اگر یہ انسان کا منصوبہ ہوتا تو اس قدر تائید و نصرت اس کی ہرگز نہ ہوتی"۔

(حقیقۃ الوحی ص ۴۵)

نیز آپؑ فرماتے ہیں:۔

"اور میں بھی خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں مسیح موعود ہوں اور وہی ہوں جس کا نبیوں نے وعدہ کیا ہے۔ میرے اور میرے زمانہ کی نسبت توریت اور انجیل اور قرآن شریف میں خبر موجود ہے کہ آسمان پر خسوف کسوف ہو گا اور زمین پر سخت طاعون پڑے گی"۔

(دافع البلاء)

پھر آپ فرماتے ہیں:۔

"مجھے اس خدا کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اس نے میری تصدیق کے لئے آسمان پر یہ نشان ظاہر کیا ہے اور اس وقت ظاہر کیا ہے جبکہ مولویوں نے میرا نام دجال اور کذاب اور کافر بلکہ اکفر رکھا تھا۔ یہ وہی نشان ہے جس کی نسبت آج سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ میں وعدہ دیا گیا تھا اور وہ یہ ہے

قل عندی شهادة من الله فهل أنتم مؤمنون. قل عندی شهادة من الله فهل أنتم مسلمون.

یعنی ان کو کہہ دے کہ میرے پاس خدا کی ایک گواہی ہے کیا تم اس کو مانو گے یا نہیں۔ پھر ان کو کہہ دے کہ میرے پاس خدا کی ایک گواہی ہے کیا تم اس کو قبول کرو گے یا نہیں۔ یاد رہے کہ اگرچہ میری تصدیق کے لئے خدا تعالیٰ کی طرف سے بہت سی گواہیاں ہیں اور ایک سو سے زیادہ پیش گوئی ہے جو پوری ہو چکی جن کے

(بقیہ ص ۱۳)

SCL
DISTRIBUTORS OF COMPUTER PARTS AND SPARES DIRECT TO THE PUBLIC
4A RANELAGH ROAD, SOUTHALL, MIDDLESEX, UB1 1DO
TELEPHONE 081 571 0859/9933
MOBILE 0831 093 120
FAX 081 571 9933

خطبہ جمعہ

رمضان مبارک اللہ تعالیٰ کے جلوہ کی خاطر قائم فرمایا گیا ہے
روزے کا مقصد ہر نیکی کو اپنے عروج تک پہنچانا ہے

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بتاریخ
۱۱ فروری ۱۹۹۴ء بمطابق ۱۱ تبلیغ ۱۳۷۳ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور نے درج ذیل آیات قرآنیہ کی تلاوت کی۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَیْكُمُ الصِّیَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝ اَیَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ ؕ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِیْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَیَّامٍ اُخَرَ ؕ وَ عَلَى الَّذِیْنَ یُطِیْقُوْنَهٗ فِدْیَةٌ طَعَامُ مِسْكِیْنٍ ؕ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَیْرًا فَهُوَ خَیْرٌ لَّهٗ ؕ وَ اَنْ تَصُوْمُوْا خَیْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْۤ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَ بَیِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَ الْفُرْقَانِ ۚ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْیَصُمْهُ ؕ وَ مَنْ كَانَ مَرِیْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَیَّامٍ اُخَرَ ؕ یُرِیْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْیُسْرَ وَ لَا یُرِیْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ ؗ وَ لِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَ لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝ وَ اِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ ؕ اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ ۙ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَ لْیُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّهُمْ یَرْشُدُوْنَ ۝

(البقرہ ۱۸۴ تا ۱۸۷)

یہ جو آیات ہیں ان میں رمضان کی فرضیت کا اعلان کیا گیا ہے اور یہ بتایا گیا ہے کہ اے مومنو! تم پر یہ فرض کر دیا گیا ہے کہ تم رمضان کے روزے اسی طرح رکھو جیسے تم سے پہلوں پر فرض کئے گئے تھے تاکہ تم تقویٰ اختیار کرو **اَیَّامًا مَّعدُودَات** چند دن ہی کی بات ہے۔ چند دن کا فریضہ ہے۔ **فَمَنْ کَانَ مِنکُمْ مَّرِیضًا** پس تم میں سے جو کوئی بھی بیمار ہو **اَوْعَلٰی سَفَرٍ** یا سفر پر ہو **فَعِدَّۃٌ مِّنْ اَیَّامٍ اُخَر** تو پھر اس مدت کو دوسرے ایام میں پورا کرنا ہو گا اور

اَلَّذِینَ یُطِیقُونَہٗ فِدیَۃٌ طَعَامُ مِسکِین

وہ لوگ جو فدیہ دینے کی طاقت رکھتے ہیں ان پر فدیہ بھی فرض ہے یا ان کے لئے فدیہ دینا بہتر ہے ایک تو اس کا یہ ترجمہ بنتا ہے اور بھی تراجم ہیں اور وہ سارے بیک وقت درست ہیں چنانچہ میں باری باری اس آیت کے مختلف ترجمے آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ اس میں یہ بحث نہیں ہے کہ یہ درست ہے یا وہ درست ہے یا اسے اختیار کیا جائے یا اسے اختیار کیا جائے۔ میرے نزدیک یہ چونکہ مضمون کو کھول رہے ہیں اور وسعت دے رہے ہیں اس لئے بیک وقت سارے درست ہیں اور بیک وقت ان تمام معانی پر نظر رکھتے ہوئے اپنے اعمال کو ڈھالنا چاہئے۔ جیسے بعض دفعہ ایک تنگ جگہ سے دریا گزرتا ہے تو اسکی گہرائی تک نظر نہیں جاسکتی پھر جب وسعت اختیار کرتا ہے تو وہ پھیل جاتا ہے لیکن پانی تو وہی پانی رہتا ہے۔ پس خدا کا کلام اسی طرح عرفان کا کلام ہے خواہ وہ آپ کو تھوڑا دکھائی دے اس وقت وہ زیادہ گہرائی میں جاچکا ہوتا ہے بعض دفعہ وہ پھیل جاتا ہے اور کھلا کھلا وسیع دکھائی دیتا ہے۔ پس یہ وہ موقعہ ہے جہاں آیت کریمہ ایک ایسی جگہ داخل ہو گئی ہے جہاں منظر بہت کشادہ اور وسیع دکھائی دینے لگا ہے۔ پس اس پہلو سے اس کے ترجمے کے پھیلاؤ کے متعلق پہلے یہ اصولی بات بیان کروں اور وہ پہلے بھی کر چکا ہوں مگر چونکہ بہت سے نئے سننے والے شامل ہوتے رہتے ہیں نئی نسل کے لوگ بھی آگے آتے رہتے ہیں اس لئے بعض باتیں بار بار سمجھانی مفید ہوتی ہیں۔

لفظ **اَطَاقَ یُطِیقُ** طاقت کے مادے سے نکلا ہے اور جب اس کو باب افعال میں جس طرح کہ قرآن کریم نے بیان فرمایا ہے استعمال کیا جائے تو اس میں بیک وقت مثبت معنی بھی آجاتے ہیں اور منفی معنی بھی آجاتے ہیں اور موقع و محل کے مطابق استعمال کرنے والا یا سننے والا یہ فیصلہ کرتا ہے تو **یُطِیقُونَہٗ** کا مطلب یہ ہے وہ لوگ جو اس کی طاقت رکھتے ہیں اور **یُطِیقُونَہٗ** کا مطلب یہ ہے کہ وہ لوگ جو اس کی طاقت نہیں رکھتے۔ جب ان دو پہلوؤں سے الگ الگ آیت پر غور کریں تو پھر اگلا سوال یہ اٹھے گا کہ کس کی طاقت نہیں رکھتے۔ "ہ" کی ضمیر کس طرف جارہی ہے تو جو باتیں اس آیت میں مذکور ہیں ان میں سے عقلاً وہ جگہ تلاش کرنی ہوگی جن کا تعلق "ہ" کی ضمیر سے ہے یعنی وہ لوگ جو اس کی طاقت نہیں رکھتے۔ جس کی طاقت نہیں رکھتے کیا چیز ہے

چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **وَعَلَی الَّذِینَ یُطِیقُونَہٗ فِدیَۃٌ طَعَامُ مِسکِین**

ایک روزے کا ذکر گذرا ہے اور ایک فدیہ کا۔ پس یا "ہ" سے مراد روزہ ہے یا "ہ" سے مراد فدیہ ہے یا بدلتی ہوئی شکلوں میں دونوں ہی باری باری مراد ہوسکتے ہیں۔ چنانچہ ایک معنی جو میں نے آپکے سامنے پڑھا تھا وہ یہ تھا کہ وہ لوگ جو فدیہ کی طاقت رکھتے ہیں وہ فدیہ دیں سب پر فریضہ نہیں ہے یہ ایک ایسا فعل ہے جو پسندیدہ ہے اور اس طرح فرض نہیں جیسا کہ روزے فرض ہیں۔ پس جو لوگ فدیہ کی طاقت رکھتے ہیں وہ اگر روزہ نہیں رکھ سکتے تو فدیہ دیں۔ دوسری ضمیر اس کی چلے گی روزے کی طرف۔ جو لوگ روزے کی طاقت رکھتے ہیں اور کسی مجبوری کے پیش نظر روزہ نہیں رکھ رہے۔ ان کو فدیہ دینا چاہئے۔ اس کا دوسرا مطلب یہ بنے گا کہ وہ لوگ جو دائمی مریض ہیں یا عمر کے اس حصے کو پہنچ چکے ہیں کہ وہ روزہ رکھ ہی نہیں سکتے تو وہ فدیہ بے شک نہ دیں لیکن جو روزے کی طاقت رکھتے ہیں وہ ضرور فدیہ دیں۔ یعنی بیمار ہیں اور روزے کی طاقت رکھتے ہیں۔ یہاں پوٹینشل (Potential) طاقت مراد ہے یعنی اپنی استطاعت کے لحاظ سے جوان کو فطرت نے ودیعت کی ہے یا ابھی روزے رکھنے کی عمر میں ہیں اور نہیں رکھ سکتے وہ فدیہ دیں۔ یہ وہ معنی ہے جسے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی اپنی ایک تحریر میں قبول کرتے ہوئے یعنی اس کو تسلیم کرتے ہوئے اس کے اوپر روشنی ڈالی ہے کہ کیوں فدیہ دیا جائے۔ پھر اگر روزے کی طاقت ہے اور نہیں رکھ سکتے تو فدیہ کا کیا سوال پیدا ہوا۔ اس کا اس سے کیا تعلق ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

"ایک دفعہ میرے دل میں خیال آیا کہ فدیہ کس لئے مقرر کیا گیا ہے تو معلوم ہوا کہ توفیق کے واسطے ہے تاکہ روزہ کی توفیق اس سے حاصل ہو۔"

یعنی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذہن میں اس تحریر کے وقت یا اس بیان کے وقت یہی معنی موجود دکھائی دیتے ہیں ایک انسان ہے جو روزہ رکھ سکتا ہے لیکن وقتی طور پر اس طاقت سے محروم ہے۔ پس وہ لوگ فدیہ دیں اور فدیہ دے کر اللہ سے مدد مانگیں کہ اے خدا ہمیں اس کی طاقت عطا فرمادے۔

" خدا تعالیٰ ہی کی ذات ہے جو توفیق عطا کرتی ہے اور ہر شے خدا تعالیٰ ہی سے طلب کرنی چاہئے۔ خدا تعالیٰ تو قادر مطلق ہے وہ اگر چاہے تو ایک مدقوق کو بھی روزہ کی طاقت عطا کر سکتا ہے۔ تو فدیہ سے یہی مقصود ہے کہ وہ طاقت حاصل ہو جائے اور یہ خدا تعالیٰ کے فضل سے ہوتا ہے۔ پس میرے نزدیک خوب ہے کہ (انسان) دعا کرے کہ الٰہی یہ تیرا ایک مبارک مہینہ ہے اور میں اس سے محروم رہا جاتا ہوں اور کیا معلوم کہ آئندہ سال زندہ رہوں یا نہ یا ان فوت شدہ روزوں کو ادا کر سکوں یا نہ۔ اور اس سے توفیق طلب کرے تو مجھے یقین ہے کہ ایسے دل کو خدا تعالیٰ طاقت بخش دے گا۔ (ملفوظات جلد چہارم صفحہ ۲۵۸۔ ۲۵۹)

دوسرے معنی اس کے یہ ہیں کہ وہ لوگ جن کو اس کی طاقت نہیں ہے۔ جو اس کی طاقت نہیں رکھتے۔ اس معنی میں ضمیر فدیہ کی طرف نہیں جائے گی اور صرف روزے کی طرف جائے گی یعنی معانی نسبتاً محدود ہوں گے اور اس سے مراد یہ ہوگی کہ یہ لوگ جو روزہ

کی طاقت رکھتے ہیں وہ تو بعد میں روزے رکھ ہی لیں گے۔ یعنی یہ ترجمہ اختیار کرنے والوں کا رجحان اس طرف ہے کہ اس سے یہ معنی پیدا ہو جاتے ہیں کہ فدیہ کی حکمت یہ ہے کہ وہ لوگ جو روزہ کی طاقت رکھتے ہیں وہ تو بعد میں رکھ لیں گے مگر جن کو طاقت نہیں ہے وہ کیا کریں گے کچھ تو ان کے دل کی تسلی کا سامان ہو۔ پس ان کو فرمایا گیا ہے کہ تم فدیہ دے کر اس حسرت کو کسی حد تک مٹالو کہ ہم اس نیکی سے محروم ہوگئے۔ مگر جو پہلے معانی ہیں جیسا کہ میں نے بیان کیا وہ زیادہ وسیع ہیں اور یہ معنی بھی غلط نہیں ہے بلکہ درست ہے۔ ایک اور خوبصورت پہلو کو ہمارے سامنے لا کھڑا کرتا ہے۔ پس توفیق کی بات ہے۔ یہاں روزے کی یا فدیہ کی توفیق کی بات نہیں کر رہا انسانی نیکی کی توفیق کی بات کر رہا ہوں۔ وہ لوگ جن کی نیکی کی توفیق وسیع ہو وہ جس حد تک کسی معنی میں نیکی کرنے کی استطاعت رکھتے ہیں وہ اس میں کرتے ہیں پس اسی مضمون کو قرآن کریم پھر آگے بیان فرماتا ہے

فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهُ

ہم تو نیکی کی بات کر رہے ہیں جو شوق سے نیکی کرنے کی خواہش رکھتا ہے اور آگے بڑھتا ہے اور نفلی طور پر بھی نیکی اختیار کرتا ہے فَهُوَ خَيْرٌ لَّهُ اس کے لئے بہتر ہے پس وہ لوگ جو طاقت نہیں رکھتے وہ تو دیں گے ہی جو طاقت رکھتے ہیں وہ بھی آیت کا یہ معنی سمجھتے ہوئے کہ ہم مخاطب ہیں اور ہمیں کہا گیا ہے کہ تم روزے کی طاقت رکھتے ہو اس لئے اگرچہ تم نے بعد میں روزے رکھنے ہیں مگر اس وقتی محرومی سے بچنے کے لئے خدا کی خاطر غریبوں کو کھانا کھلاؤ تا کہ تمہاری یہ دل کی تمنا آئندہ پوری ہو سکے۔

وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ

اور اگر تم روزے رکھو تو تمہارے لئے بہتر ہے۔ اس آیت کے اس مضمون کا یہاں کیا موقع ہے اسے ضرور سمجھنا چاہئے۔ یہ تو عام بات ہے جب نیکی کی باتیں ہو رہی ہوں تو روزہ رکھنا بہرحال بہتر ہے یہاں نفس کے بہانہ جوؤں کی طرف اشارہ معلوم ہوتا ہے۔ بیماری حقیقی ہو یقینی ہو جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے رخصت عطا فرمائی ہے تقویٰ اسی میں ہے کہ خدا کی دی ہوئی رخصت سے انسان فائدہ اٹھائے لیکن اگر نفس کے بہانے سامنے آ کھڑے ہوتے ہیں اور انسان سمجھتا ہے کہ میں تو بیمار ہوں اس لئے میں روزہ نہ ہی رکھوں تو بہتر ہے ایسے لوگوں کے لئے یہ تنبیہ ہے کہ دیکھو روزہ رکھنا بہرحال بہتر ہے فدیہ دے بھی دو گے تو وہ بات نہیں بنے گی۔ تو فدیہ کے مقابل پر روزے کا ذکر ہو رہا ہے کہ فدیہ دے کر تم یہ نہ سمجھنا کہ تم نے نیکی کو پالیا ہے۔ روزہ، روزہ ہی ہے جو اس کے فوائد ہیں وہ فدیہ سے حاصل نہیں ہو سکیں گے اس لئے اپنے نفس پر غور کر لو اگر حقیقی اور سچے بیمار ہو تو نیکی اسی میں ہے کہ روزے نہ رکھو اور صرف فدیہ دو اور اگر نفس کے بہانے ہیں تو پھر کوشش کر کے دیکھو اگر تمہیں خدا تعالیٰ توفیق عطا فرما دے تو روزہ رکھنا بہرحال بہتر ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِىْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ

رمضان کا مہینہ وہ مہینہ ہے جس میں قرآن اتارا گیا جیسا کہ پہلے بھی بارہا اس مضمون کو سمجھایا گیا ہے مفسرین اس آیت پر جب غور کرتے ہیں تو ان کے سامنے یہ الجھن ہوتی ہے کہ رمضان مبارک میں تو سارا قرآن نہیں اتارا گیا پھر یہ کیوں فرمایا گیا کہ وہ مہینہ جس میں قرآن اتارا گیا۔ اس کی توجیہات مختلف پیش کی جاتی ہیں مثلاً یہ کہ رمضان مبارک میں اس کا آغاز ہوا تھا اور پہلی وحی جو غار حرا میں نازل ہوئی ہے وہ رمضان ہی کے کسی دن میں ہوئی ہے۔ تو اس لئے یہ ایک خیال ہے کہ چونکہ شروع اس وقت ہوا تھا اس لئے شروع میں اتارنے کا ذکر ہے۔

بعض دوسرے مفسرین یہ سمجھتے ہیں کہ اگرچہ وحی مسلسل سارا سال نازل ہوتی رہتی تھی مگر رمضان میں قرآن کریم کو دہرایا جاتا تھا اور کوئی انسان تو نہیں آکر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو قرآن دہراتا تھا۔ جبرائیل کے ذریعے خدا تعالیٰ کی تجلی ظاہر ہوتی تھی اور وہ قرآن جو آپ پر اتارا جا چکا تھا اسکی دہرائی کرواتا تھا کوئی تحریری شکل نہیں تھی جسے سامنے رکھ کر پڑھ کر آپ یاد کر لیں۔ آجکل کے زمانے میں بھی جو اچھا حافظہ رکھنے والے ہیں ان کو بھی بار بار قرآن کریم کے تکرار کی ضرورت پیش آتی ہے اور اگر یہ نہ میسر ہو اور ان کو پڑھنا بھی نہ آتا ہو تو وہ پھر بعض دوسروں سے فائدہ اٹھاتے ہیں مثلاً اندھے قاری ہیں ان کے سامنے کوئی بچہ آکے بیٹھ جاتا ہے جس کو پڑھنا آتا ہے یا کوئی بڑا۔ وہ قرآن کریم کی دہرائی کرواتے رہتے ہیں۔ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کی دہرائی کروانے والا تو جبرائیل کے سوا اور کوئی نہیں تھا اس لئے ہر رمضان مبارک میں جبرائیل حضرت اقدس محمد رسول اللہ کی قرآن کریم کی دہرائی کرواتے تھے اور مفسرین کا خیال ہے کہ یہ اسی طرف اشارہ ہے کیونکہ ہر دفعہ قرآن نازل ہوتا تھا جب وحی کا فرشتہ دوبارہ قرآن لے کر اترتا ہے۔ اس وقت تک جتنا قرآن نازل ہو چکا تھا اس کی دہرائی کی جاتی تھی یہاں تک کہ وہ پورا دور مکمل ہوا۔ تو یہ معنی ہیں کہ یہ ایک ایسا مبارک مہینہ ہے کہ اس میں سارا قرآن دہرایا جاتا ہے۔ آغاز بھی اسی مہینے سے ہوا اور پھر ہر مہینے وہ ساری وحی جو حضور اکرم محمد رسول اللہ پر نازل ہو چکی تھی وہ اس مبارک مہینے میں دہرائی جاتی تھی۔

اس میں اور بھی فوائد ہیں۔ یہی آیت آگے ان فوائد کا ذکر کرتی ہے اس مہینے کی برکت ایک تو یہ ہے دوسرے یہ کہ هُدًى لِّلنَّاسِ تمام بنی نوع انسان کے لئے یہ ہدایت ہے۔ تمام بنی نوع انسان کے لئے کیسے ہدایت ہو گیا؟ بات تو مومنوں سے شروع ہوئی تھی۔ کہا تو مومنوں کو جارہا ہے کہ تم روزے رکھو۔ تو رمضان کا بنی نوع انسان کی ہدایت سے کیا تعلق ہے۔ اس مضمون کو قرآن کریم کی انہی آیات میں پہلے بیان فرما چکا ہے

كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ

یہ روزوں کا مضمون پہلی دفعہ بنی نوع انسان کے سامنے پیش نہیں کیا جارہا۔ خدا تعالیٰ کا قانون ہے اور ہمیشہ سے چلا آیا ہے کہ تمام وہ قومیں جن کو آسمانی ہدایت عطا ہوئی ہے ان کو روزہ رکھنے کا کسی نہ کسی رنگ میں حکم دیا گیا تھا اور رمضان میں تمام بنی نوع انسان کے لئے ہدایت ہے۔ اس سے مجھ پر یہ مضمون کھلتا ہے کہ روزے کا جب بھی آغاز ہوا تھا وہ رمضان ہی میں ہوا تھا اور چونکہ بنی نوع انسان آغاز میں ایک ہی تھے جیسا کہ حج کی آیت میں بھی لِلنَّاسِ کا ذکر آیا ہے یعنی کعبے کا بیت اللہ اس کی برکتوں کا ذکر کرتے ہوئے هُدًى لِّلنَّاسِ کا ذکر ہی آتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ آغاز میں چونکہ وہی ایک کعبہ تھا جو تمام بنی نوع انسان کے لئے تھا اس وقت ایک ہی نبی کے نیچے سب بنی نوع انسان مجتمع تھے پس اس بات نے اس وقت دہرایا جانا تھا جبکہ دین کامل ہو جاتا اور ایک دفعہ پھر تمام بکھرے ہوئے بنی نوع انسان کو ایک ہاتھ پر اکٹھا کرنا تھا یعنی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے ہاتھ پر اور ایک کعبے کی طرف مائل کرنا تھا یہ وہی کعبہ ہے جس سے خدا کی توحید کی طرف بنی نوع انسان کو بلانے کا آغاز ہوا تو یہی روزے والا مضمون نظر آتا ہے کہ رمضان ہی وہ مہینہ ہے جس میں سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کو روزے کی تعلیم دی اور بیچ میں پھر دنیا بکھر گئی مختلف اوقات مقرر ہو گئے مختلف شکلیں ظاہر ہوئیں لیکن چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے ہاتھ پر ایک دفعہ پھر بکھری ہوئی انسانیت کو مجتمع کرنا تھا اور تمام قوموں کو امت واحدہ بنانا تھا تمام مذاہب کو ایک جھنڈے تلے جمع کرنا تھا پس رمضان ہی کو چنا گیا تا کہ اسے بنی نوع انسان کی ہدایت کے لئے استعمال کیا جائے۔ اس مضمون کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ

بنی نوع انسان کی جو عام ہدایت ہے اس کا تعلق تو ایک عام مضمون سے ہے اور آغاز سے بھی ہے لیکن قرآن میں ایک اور بات بھی پیدا ہوئی ہے وہ عام ہدایت کی تکمیل کرتا ہے پس رمضان میں بھی ایک اور بات پیدا ہو چکی ہے جس شان کے ساتھ رمضان کی عبادت اور رمضان کے حق ادا کرنے کی تعلیم حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے دی اس سے پہلے کبھی کوئی ایسا نبی نہیں آیا جس کو یہ تعلیم دی گئی ہو تو اگر صرف هُدًى لِّلنَّاسِ کہہ کر بات چھوڑ دی جاتی تو پھر اس رمضان میں اور گزشتہ رمضانوں میں یا دوسرے مہینوں میں جن میں روزے اترے یا روزے فرض کئے گئے کوئی خاص فرق نہ رہتا۔ ایک جیسی ہی ہدایت سب کے لئے تھی مگر قرآن کریم یہ امتیاز دکھانا چاہتا ہے کہ یہ رمضان اور ہے اور وہ رمضان اور تھے جو اس سے پہلے گزرے ہیں اب وہ کتاب نازل ہوئی ہے جو قرآن نازل ہوا ہے وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى جو صرف ہدایت ہی پیش نہیں کر رہا ہدایت میں جو سب سے زیادہ روشن نشانات ہیں ہدایت کی سب سے اعلیٰ اور ارفع شکلیں اور سب سے زیادہ چمکتی ہوئی صورتیں وہ دنیا کے سامنے پیش کر رہا ہے اور یہ رمضان جو مسلمانوں پر فرض کیا جارہا ہے یہ ہدایت کے مضمون کو آگے بڑھاتے ہوئے اس کی بہترین صورتوں تک پہنچاتا ہے۔

"والفرقان" اور پھر فرقان عطا کرتا ہے۔ فرقان سے مراد ہے، ایسی روشن دلیل جو فرق کر کے دکھادے جو اپنے اندر خود تمیز کرنے کی طاقت رکھتی ہو پھر ایسی دلیل جو غالب آنے والی ہو۔ پس فرمایا کہ قرآن کریم کی جو تعلیم دی جارہی ہے اور قرآن کریم نے جو رمضان تمہارے سامنے رکھا ہے اس کے ذریعے تمہیں عام ہدایت بھی ملے گی جو تمام بنی نوع انسان میں مشترک ہے وہ ہدایت بھی ملے گی جو اس سے زیادہ درجہ کی ہدایت ہے اور جسے بَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى کہا جاسکتا ہے اور پھر تمہیں فرقان نصیب ہوگی اور یہ ساری برکتیں رمضان کے ایک مہینے میں اکٹھی کر دی گئی ہیں۔

پھر فرماتا ہے

فَمَنْ شَهِدَ مِنكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ

اس سے پہلے بھی حکم دیا جاچکا ہے کہ روزے رکھو، فرض ہو چکے ہیں۔ اب اس مضمون کو کھول کر بیان کرنے کے بعد پھر دعوت دی جارہی ہے اب تم سمجھ گئے ہو نا کہ یہ کیا چیز ہے۔ تم پر خوب کھول دیا گیا ہے کہ اس مہینے کی عظمت کیا ہے؟ اب پھر تمہیں بلاتے ہیں۔ جس کو بھی یہ توفیق نصیب ہو کہ وہ اس مہینے کو پالے فَلْيَصُمْهُ تو اس مہینے کے ضرور روزے رکھے۔ وَمَنْ كَانَ مَرِيضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ

ہاں جو مریض ہو حقیقتاً بیمار ہو یا سفر پر ہو تو ان کے لئے حکم یہی ہے کہ وہ بعد کے دوسرے ایام میں یہ روزے پورے کریں۔ يُرِيدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ

نیکی کا فلسفہ یہ نہیں ہے کہ اللہ تمہیں تکلیف میں ڈالتا ہے اور اس سے خوش ہوتا ہے۔ نیکی کا مضمون بہت وسیع ہے۔ نیکی کے دوران تکلیف بھی آتی ہے لیکن تکلیف مقصد نہیں ہوا کرتی۔ پس ہر وہ تکلیف جو انسان اپنی طرف سے نیکی سمجھ کے برداشت کرے لازم نہیں کہ نیکی ہو۔ نیکی کی تکلیف میں ایک مقصد داخل ہوتا ہے ہر وہ تکلیف جو اعلیٰ مقصد کی راہ میں آتی ہے وہ نیکی ہے اس کے سوا کوئی تکلیف نیکی نہیں۔ پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ نہ سمجھنا کہ رمضان میں تم تکلیفیں اٹھاؤ گے اور خدا کو راضی کر لو گے چنانچہ ایسے لوگ جو سمجھتے ہیں کہ رمضان کی جو شدت ہے وہی نیکی ہے وہ بعض دفعہ اتنی سختی کرتے ہیں روزے کے دنوں میں خصوصیت سے صوبہ سرحد میں اور دیگر پٹھان علاقوں میں یہاں تک حد سے تجاوز کیا جاتا ہے کہ ایک آدمی اگر روزہ رکھ کر گرمیوں کے دنوں میں بے ہوش ہو کر زمین پہ جا پڑے تو اس کے منہ میں پانی کا قطرہ نہیں ڈالنے دیتے۔ جب تک پہلے تھوڑی سی مٹی یا ریت ڈال کے نہ دیکھیں کہ منہ میں کوئی لعاب کا نشان باقی ہے کہ نہیں۔ اگر وہ مٹی سوکھی نکل آئے تو پھر کہتے ہیں حق ہے اس کا روزہ تڑوا دو اور اگر کہیں تھوک لگا ہوا دکھائی دے دے تو کہیں گے نہیں ابھی نہیں ابھی مرنے میں کچھ وقت باقی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تمہیں کس نے بتایا ہے کہ ہم تمہیں تکلیف دے کے خوش ہوتے ہیں نیکی کا مضمون بہت گہرا اور بہت وسیع اور بہت اعلیٰ ہے۔ نیکی اگر مقصد ہو تو اس راہ میں جو تکلیف آئے وہ خوشی سے برداشت کرنا اس نیکی کو چار چاند لگا دیتا ہے لیکن وہ تکلیف ہرگز مقصود نہیں ہوتی۔ پس فرمایا ہم تمہیں مصیبتوں میں نہیں ڈالنا چاہتے ہم دیکھتے ہیں کہ جس کی جو توفیق ہو اس کے مطابق اس پر بوجھ ڈالتے ہیں اگر تم کو توفیق نہیں بعد میں رکھ لینا اور پھر بعد میں اپنی مرضی پر چھوڑ دیا جب چاہو رکھ لو جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ تکلیف مراد نہیں تھی ورنہ رمضان کے گرمی کے روزوں کے متعلق قرآن کریم حکم دیتا کہ تم نے گرمی کی شدت میں روزے نہیں رکھے تھے اب دوبارہ گرمی کے مہینے میں انہی دنوں میں رکھنا یا کہیں سردی کے دنوں میں بعض علاقوں میں سردی کی دقت ہوتی ہوگی ان کے لئے بعض سردی کے روزے مشکل میں پڑ جاتے ہوں گے۔ ان کی راتیں بہت لمبی ہو جاتی ہیں اور لمبے عرصہ تک راتوں کو عبادت کرنا شاید بعضوں کے لئے دوبھر ہو۔ بہر حال مختلف موسموں کی مختلف اپنی بعض خصوصیات ہوتی ہیں اور بعض لوگوں کو میں نے دیکھا ہے گرمیوں میں چونکہ دن یہاں لمبے ہو جاتے ہیں سردی کے باوجود وہ کہتے ہیں ہم سے اتنی بھوک برداشت نہیں ہوتی اس سے تو بہتر تھا کہ ہم پاکستان چلے جاتے۔ چنانچہ ایک ہمارے مہمان آئے ہوئے تھے وہ گرمیوں میں روزے کے دنوں میں بیٹھے پاکستان یاد کر رہے تھے کہ وہاں چھوٹے تو تھے نا کم سے کم۔ پیاس تو کوئی بات نہیں مجھ سے بھوک نہیں برداشت ہوتی۔ تو اللہ تعالیٰ نے اجازت دے دی ہے جو برداشت ہوتا ہے اس کے مطابق کر لو۔ "ایاماً اخر" ہیں۔ بعد کے ایام چن لو۔ دوسرے ہوں۔ ہم تمہیں تکلیف دینے کی خاطر نیکی نہیں کروا رہے۔ روزے میں بعض نیکی کی ایسی باتیں مضمر ہیں جنہیں اختیار کرو گے تو وہ نیکی بنے گی ورنہ محض بھوک سے یا پیاس کی تکلیف سے نیکی نہیں پیدا ہوگی۔

پھر فرماتا ہے وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ بس اتنی سی بات ہے کہ عدت ضرور پوری کرنا۔ اگر تیس روزے فرض ہیں تو تیس ہی رکھنے ہیں جتنے چھٹے ہیں وہ پورے کرنے ہوں گے وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ

> **نیکی کا فلسفہ یہ نہیں ہے کہ اللہ تمہیں تکلیف میں ڈالتا ہے اور اس سے خوش ہوتا ہے**

اور خوب اللہ تعالیٰ کی تکبیر بیان کرو اس کی عظمت اس کی بڑائی کے گیت گاؤ کہ اس نے تمہیں ہدایت عطا فرما دی ہے تاکہ اس کے نتیجے میں لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ تاکہ تم شکر گذار بندے بنو۔ شکر کرنے والے بنو۔ دو باتیں ہیں عَلٰى مَا هَدٰكُمْ ایک اس وجہ سے تکبیریں کرو کہ اس نے تمہیں ہدایت عطا فرمائی اور ایک اس لئے کہ جب تم تکبیر بلند کرو گے خدا کی بڑائی کے گیت گاؤ گے تو پھر تمہیں شکر نصیب ہوگا۔ اللہ کا شکر اس طرح کیا کرتے ہیں۔

اب آخری بات جو دراصل روزے کا قبلہ اور کعبہ ہے ہر روزے کی انگلی اس بات کی طرف اٹھتی ہے بلکہ ہر نیکی ہر عبادت کی انگلی اسی طرف اٹھ رہی ہے۔ یہ وہ بیان فرمائی گئی ہے جو اس آیت کا معراج ہے یا اس مضمون کا معراج ہے۔ فرماتا ہے

وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو مخاطب کر کے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ

جب بھی لوگ تجھ سے پوچھیں کہ میں کہاں ہوں میرے متعلق سوال کریں فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ میں تو قریب ہوں یہاں یہ نہیں فرمایا کہ تو ان سے کہہ دے کہ میں قریب ہوں۔ ایک ایسے حاضر ناظر کا کلام ہے جو موجود ہے اور سننے والے سے پہلے اس کو جان لیتا ہے کہ سوال کیا پیدا ہوا ہے۔ یہ سوال آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے قلب مطہر تک پہنچتے پہنچتے جہاں باتوں کا آخری عرفان حاصل ہوتا ہے کچھ وقت لیتا ہے آواز کی لہریں بھی ایک صوت کو دوسری جگہ تک منتقل کرنے کے لئے کچھ وقت لیتی ہیں مگر اللہ تو ہر جگہ حاضر ناظر موجود ہے وہ جب خیال دل میں پیدا ہوتا ہے سوال اٹھ رہا ہوتا ہے اس وقت بھی جانتا ہے کہ کیا ہے تو فوراً جواب دے دیتا ہے "انی قریب" میں تو قریب ہوں۔

اس سے ایک بات تو یہ سمجھنی چاہئے کہ یہاں اس سوال سے اعلیٰ اور اول مفہوم خدا کی تلاش کرنے والوں کا سوال ہے یہ مراد نہیں ہے کہ لوگ جو مجھ سے مرادیں مانگتے ہیں ان کو کہہ دو کہ میں قریب ہوں یہ بھی معنی ہیں لیکن بعد میں آئیں گے اول معنی یہ ہے کہ تجھ سے لوگ سوال کرتے ہیں کہ اے محمدؐ! تیرا رب ہے کہاں؟ کیا ہم بھی اس تک پہنچ سکتے ہیں؟ تو میں یہ جواب دیتا ہوں کہ میں قریب ہوں لیکن اس قرب کو محسوس کرنے کے لئے اس قلبی رویت کے لئے جن صلاحیتوں کی ضرورت ہے وہ صلاحیتیں پیدا ہونی ضروری ہیں آگے جا کر اس مضمون پہ بھی اللہ تعالیٰ روشنی ڈالے گا تو پہلی بات تو یہ سمجھ لیں

وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ

کہ خدا تعالیٰ ہر وقت ہر طلب گار کے قریب موجود ہے اسے لمبے سفر کے بعد تلاش کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ دل کے معاملات ہیں اگر دل اخلاص کے ساتھ یہ فیصلہ کر لے کہ میں اپنے رب تک پہنچنا چاہتا ہوں تو وہ ہر جگہ ہے۔ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ

اس میں دوسرا مضمون پھر آگیا کہ میں دعوت دینے والے کی دعوت کا جواب دیتا ہوں۔ اس میں پہلا معنی یہ ہے کہ قریب تو ہوں پر تم پوچھو گے تو میں جواب دوں گا نا۔ تمہارے دل میں خواہش ہی کوئی نہیں تو میں یونہی اپنے حسن سے پردے اٹھاتا پھروں۔ کوئی طلب گار آنکھ ہو تو اس کو جلوہ دکھاؤں۔ تو رمضان مبارک اللہ تعالیٰ کے جلوہ کی خاطر قائم فرمایا گیا ہے اور یہ آخری نتیجہ ہے رمضان کا اور رمضان کی نیکیوں کا۔ تو فرمایا تم پہلے اپنے دل میں اپنے رب کو حاصل کرنے کی طلب پیدا کر و یہ

طلب ہوگی تو میں تمہارے قریب ہوں اور تم مجھے قریب پاؤ گے۔ غوَۃَ الدَّاعِ اور میں خاموش قریب نہیں ہوں بلکہ تمہاری دعوت کا جواب بھی دوں گا۔ تم پکاروگے تو میں جواب میں بولوں گا اور تم سے کلام کروں گا۔

فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ ۝

مگر ایک شرط ہے کہ تم بھی تو میری باتیں مانا کرو۔

اگرچہ یہ بات سب سے آخر پر رکھی ہے لیکن اصل میں اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اور سوال کے درمیان میں کھڑی ہے۔ مراد یہ ہے کہ میں قریب ہوں تمہاری بات کا جواب دیتا ہوں اور دوں گا فَلْيَسْتَجِيْبُوا لِي اس کا تقاضا یہ ہے کہ تم بھی لازماً میری باتوں کا جواب دیا کرو یہ نہ سمجھ لینا کہ جب ضرورت تمہیں پڑے مجھے آوازیں دو اور میں حاضر ہو جاؤں۔ یہ تو آقا اور غلام کا تعلق بن گیا یعنی آواز دینے والا آقا ہو گیا اور ہاں جی حاضر سائیں کہنے والا غلام بن گیا۔ اس غلط فہمی میں مبتلا نہ ہو جانا کہ میں جب کہتا ہوں کہ ہاں میں حاضر ہوں اور جواب دیتا ہوں تو ایک نوکر کی طرح نہیں ایک مالک کی طرح حاضر ہوں۔ ایک محبوب کی طرح حاضر ہوں تم میں خادمانہ ادائیں ہوں گی تو میں مالک بن کر تم پر روشن ہوں گا تم میں عاشقانہ جذبے ہوں گے تو محبوب کی طرح میں تم پر ظاہر ہوں گا اور تمہیں جلوے دکھاؤں گا۔ یہ مضمون ہے فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ کا۔ وہ لوگ جو خدا کی باتیں مانتے ہیں خدا ان کی اسی طرح مانتا ہے جس طرح وہ خادم جو آقا کی ہر بات پر لبیک کہتا ہے جب اس کو ضرورت پڑتی ہے تو کون آقا ہے جو دل کی وسعتیں رکھتا ہو اور پھر اس سے انکار کر دے۔ بعض بدکردار تنگ دل لوگ ایسے بھی ہیں جو ساری عمر خدمتیں لیتے ہیں اور جب ضرورت پڑتی ہے تو منہ پھیر لیتے ہیں وہ اللہ تو ان میں سے نہیں نعوذ باللہ من ذالک۔ اللہ فرماتا ہے تم مجھ سے عبدیت کا عبودیت کا تعلق رکھو میرے سامنے جھکو میری باتیں مانا کرو پھر میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ میں کبھی تم سے دور نہیں رہوں گا جب تمہیں ضرورت پیش آئے گی میں تمہارے ساتھ ہوں گا جب تم مجھے پکارو گے میں تمہاری پکار کا جواب دوں گا۔

پھر فرمایا وَلْيُؤْمِنُوا بِي اور مجھ پر ایمان لے آؤ۔ اب ایمان ہی سے تو بات شروع ہوئی تھی يٰاَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا كُتِبَ عَلَيكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبلِكُمْ

اے وہ لوگو جو ایمان لے آئے ہو تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں جیسے تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تو یہ ساری بات ختم کر کے پھر ایمان کہاں سے لانا ہے۔ یہاں ایمان کے معراج کی بات ہو رہی ہے جیسے روزہ عبادت کے معراج پر خدا کو دکھاتا ہے اب یہ مضمون بیان ہوا ہے کہ ایمان تو یہ ہو گا جب خدا تم سے بولے گا جب تم اس کے کامل بندے بن چکے ہو گے۔ جب اسے اپنے قریب دیکھا کرو گے جب وہ تمہاری باتوں کا جواب دے گا حقیقی ایمان تو وہ ہے ورنہ تمہیں کیا پتہ کہ تم ایمان لائے بھی ہو کہ نہیں۔ دور سے دیکھ رہے ہو ایک بات کا تمہیں خیال ہے کہ تم ایمان لاتے ہو مگر جب مشکلات کے وقت آتے ہیں جب مصائب کے زلزلے آتے ہیں تو تمہارے ایمان کی بنیادوں پر زلزلہ طاری ہو جاتا ہے اور بسا اوقات تمہارے ایمان بنیادوں سے اکھیڑے جاتے ہیں۔ تو ایمان تو وہ ہے جو ہر قسم کے مصائب کے ابتلاء میں پڑنے کے بعد پھر بھی ثابت قدم رہے اور اسی طرح وہ آسمان سے باتیں کر رہا ہو جیسے ایک مضبوط تناور درخت جس کی جڑیں زمین میں قائم ہوں وہ ابتلاؤں اور زلازل کے وقت بھی اسی طرح ثابت قدم رہتا ہے اور اس کی شاخیں آسمان سے باتیں کرتی رہتی ہیں پھر فرمایا وَلْيُؤْمِنُوا بِي اب ہم تمہیں سمجھا رہے ہیں کہ ایمان اس کو کہتے ہیں۔ عبادت کے حق ادا کرو۔ خدا کے حضور جھکو اس کی ہر بات پر لبیک کہو اور اسکے نتیجے میں پھر کسی دور کی جنت کا انتظار نہ کرو بلکہ خدا کی جنت اپنی رضا لے کر تمہارے پاس کھڑی ہو گی۔ تمہاری ہر تمنا کو دیکھے گی اور ہر خواہش کا جواب دے گی۔ پس یہ وہ مضمون ہے جو رمضان مبارک سے تعلق رکھتا ہے پس مجھ پر وہ ایمان لے آئیں۔ اس کے بعد فرمایا لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ تاکہ عقل کامل حاصل کر سکیں۔ رشد ہدایت کو بھی کہتے ہیں اور عقل کو بھی کہتے ہیں اور حقیقت میں ایک ہی چیز کے دو نام ہیں۔

تو امر واقع یہ ہے کہ اہل اللہ ہی ہیں جن کو عقل کامل نصیب ہوتی ہے اس کے بغیر یونہی دنیا کے ڈھکوسلے ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ ہم اہل عقل ہیں لیکن جن کے فیصلے خدا کے حوالے سے نہ ہوں ان کے فیصلے کبھی درست نہیں ہو سکتے۔ صرف اسی وقت درست ہوں گے جب خدا کا حوالہ اس طرف کھڑا ہو جس طرف ان کا اپنا مفاد کھڑا ہے جب دونوں کی سمت ایک ہو جائے گی تو وہ ضرور درست فیصلے کریں گے لیکن جہاں یہ سمت بدلے گی خدا ایک طرف ہو گا اور ان کا مفاد دوسری طرف وہاں وہ بے وقوف لوگ ہمیشہ اپنے مفاد کے حق میں فیصلے کریں گے اور خدا کے حق میں نہیں کریں گے تو ان کی عقل عارضی ہے اور وقتی حالات سے تعلق رکھتی ہے جب وہ حالات بدلتے ہیں تو عقل ماری جاتی ہے۔ پس آج دنیا کی بڑی بڑی قومیں جو اپنے سیاسی یا دیگر ملکی فیصلہ جات میں غلطیاں کرتی ہیں اس کی بنیادی وجہ آپ یہی دیکھیں گے کہ وہ خدا سے عاری فیصلے کرتے ہیں اگر اتفاقاً وہ بات ہدایت کی ہو جائے تو ہو جائے گی ورنہ جب بھی ان کا مفاد عقل کل کے مفاد سے ٹکرائے گا وہ اپنے مفاد میں فیصلے کریں گے اور عقل کل کو ترک کر دیں گے۔

> نیکی اگر مقصد ہو تو اس راہ میں جو تکلیف آئے
> وہ خوشی سے برداشت کرنا اس نیکی کو چار چاند لگا دیتا ہے
> لیکن وہ تکلیف ہرگز مقصود نہیں ہوتی

رمضان مبارک میں ہم نے یہ سب کچھ حاصل کرنا ہے ایک مہینے کا سفر ہے اَيَّامًا مَّعْدُودَات یہاں اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ اتنی بڑی مصیبت نہیں ہے کہ تم کہو کہ اوہو بڑی مشکل میں پڑ گئے۔ ایک سال کا بارہواں حصہ ہی ہے نا۔ وقت گذار لو وہاں دوسری طرف ایک اور پیغام بھی ہے کہ یہ دن بار بار سال میں نہیں آئیں گے ایک سال میں یہ چند دن ہیں آئیں گے اور گذر جائیں گے بہار کے ایام ہیں ان سے فائدہ اٹھا لو۔ اگر نہ اٹھا سکے تو پھر سال بھر حسرت رہے گی اور تم حسرت سے دیکھو گے کہ کاش یہ چند دن ہم نیکیاں کر کے خدا کو راضی کر لیتے اور اس مہینے کی برکات سے مستفیض ہو سکتے۔ پس اَيَّامًا مَّعْدُودَات ہیں جو تکلیف محسوس کرتے ہیں ان کو یہ سوچنا چاہئے کہ چند دن ہی تو ہیں گذر جائیں گے۔ انشاء اللہ۔ اللہ تعالیٰ سہارا دے گا اور توفیق بخشے گا پھر جس کو تم مشکل سمجھ رہے ہو آسان دکھائی دینے لگیں گے اور وہ لوگ جو حقیقت میں نیکی کا عرفان رکھتے ہیں اور اپنی کمزوریوں پر نگاہ ہے ان کو علم ہے کہ بخشش طلب کرنے والی بہت باتیں پڑی ہیں۔ انسان اتنے گناہ کر چکا ہے، اتنا اپنے آپکو داغدار کر چکا ہے کہ ایک رمضان کی بات نہیں، بیسیوں رمضان آئیں اور اسے دھوتے جائیں اور پتھروں پر پٹختے جائیں تب بھی بعض ایسے داغ ہیں جو شاید مٹنے میں نہ آئیں اور یہ رمضان تو پھر چند دن میں گزر جائے گا اس لئے کمر ہمت کسو اور پورے ارادے کے ساتھ اور قوت کے ساتھ اور عزم صمیم کے ساتھ اس بات پر مستعد ہو جاؤ کہ اس مہینے میں جتنی نیکیاں ہم کما سکتے ہیں ضرور کمائیں گے اور اللہ تعالیٰ کی رضا کو جہاں تک بندے کی توفیق ہے اسے خوش کر کے حاصل کرنے کی کوشش کریں گے۔

حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فرماتے ہیں یہ نسائی کتاب الصوم سے حدیث لی گئی ہے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف بیان کرتے ہیں:

عن عبد الرحمٰن بن عوف عن رسول اللهﷺ أنّه ذَكَرَ رَمَضَانَ وَفَضَّلَهُ عَلَى الشُّهُورِ
وَقَالَ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِيمَانًا وَّاحتِسَابًا خَرَجَ مِنْ ذُنُوبِهٖ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ اُمُّهٗ

عبدالرحمٰن بن عوف بیان کرتے ہیں کہ حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے روایت ہے کہ آپ نے رمضان کا ذکر فرمایا اور دوسرے تمام مہینوں پر فضیلت دی اور فرمایا جس نے رمضان کو قائم کیا اِيمَانًا وَّاحتِسَابًا پورے ایمان کے ساتھ اور محاسبہ کرتے ہوئے وَقَالَ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِيمَانًا وَّاحتِسَابًا خَرَجَ مِنْ ذُنُوبِهٖ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ اُمُّهٗ

اس کے گناہ اس سے اس طرح زائل ہو جائیں گے جیسے اس دن گناہ اس کے ساتھ نہیں تھے جب اس کی ماں نے اسے پیدا کیا تھا۔ اب یہ بہت ہی عظیم خوشخبری ہے اس کا بھی اَيَّامًا مَّعْدُودَات سے تعلق ہے۔ "ایام معدودات" سے جیسا کہ میں نے بیان کیا تھا ایک عارف کو یہ خوف بھی تو ہوتا ہے کہ چند دن گذر جائیں گے میں پتہ نہیں اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہوں کہ نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے گر سکھا دیا ہے کہ اس طرح اس رمضان سے پیش آؤ کہ تم اس کی برکتوں سے پورا فائدہ اٹھا سکو۔ جو یہ ہے کہ رمضان کو ایمان کے ساتھ قائم کرو اور احتساب کے ساتھ قائم کرو۔

ایمان کا تعلق یہ ہے کہ ایمان کے جتنے تقاضے ہیں وہ اس رمضان میں تمہیں دکھائی دیں گے اور ایمان کے سارے تقاضے پورے کرو۔ ایمان کا ایک تقاضا یہ ہے کہ دنیا سے بے پرواہ دنیا کی نظر سے غافل، انسان محض اللہ کی رضا کی خاطر کوئی کام کرتا ہے اور اس کی خاطر پھر اعمال اختیار کرتا ہے۔ پس آدھی رات کو اٹھنا جبکہ کسی کو خبر نہ ہو کہ کیا ہو رہا ہے اس وقت محض اللہ کی یاد کی خاطر اٹھنا اس کا گہرا ایمان سے تعلق ہے۔ پس مراد ہے اپنی راتوں کو بھی جگاؤ پھر خدا کے نام پر بار بار اس مہینے میں نیکی کرنا اور دین کے تمام فرائض کو پورا کرنا ایمان کی تفاصیل میں تمام عبادات داخل ہیں۔ ایمان باللہ کا مطلب صرف یہ نہیں کہ اللہ کو کہہ دیا کہ اللہ ایک ہے یا اللہ موجود ہے۔ ایمان باللہ کے اندر تمام اہل عرفان، اہل علم جانتے ہیں کہ تمام نیکی کے مضامین جو ایمان لانے کے بعد انسان کے سامنے پیش کئے جاتے ہیں ان سب کو قبول کرنا اور ان پر عمل کرنا ہے پھر "ایماناً" کہہ کر ایک بہت وسیع مضمون کو ایک لفظ میں بیان فرما دیا اس کے بعد کسی اور لفظ کی بظاہر ضرورت نہیں رہتی مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ایک اور لفظ استعمال فرمایا ہے اور وہ ہے "احتساباً" کہ ہر لحظہ اپنا حساب کرتے رہنا یہ نہ سمجھنا کہ تم نیکیاں کر رہے ہو اگر تم نے نیکی پر نظر نہ رکھی، اپنی نیتوں کو ٹٹولتے نہ رہے تو جن کو تم ایمان کے مطابق رمضان قائم کرنا کہتے ہو بسا اوقات وہ ایمان کے مطابق نہیں ہو گا بلکہ بعض اور تقاضوں کے نتیجے میں ہو گا۔ رمضان کے مہینے میں کئی ایک قسم کے رواج چلتے ہیں اور انسان بظاہر یہ سوچتے ہوئے کہ یہ چیزیں منع تو نہیں، جائز ہیں ان میں شدت اختیار کرتا ہے لیکن احتساب کے خلاف ہے مثلاً افطاریاں چلتی رہتی ہیں۔ لمبی لمبی امیروں کی امیروں کے ساتھ مجالس۔ بعض عرب ملکوں میں بلکہ شاید اکثر عرب ملکوں میں تو یہ رواج ہے کہ ساری ساری رات کھاتے پیتے اور بعض علاقوں میں تو ناچتے گاتے بھی ہیں اور ساری رات مجلسیں لگاتے ہیں اپنے گھروں سے کچھ کھانا اکٹھا کر کے لے آتے ہیں اور وہ کلوا جمیعا ہوتا ہے اس طرح وہ صبح کا انتظار کرتے ہیں اور پھر جب روزے کا وقت آئے تو شاید سحری کھانے کا تو کوئی وقت ہی نہیں، توفیق ہی نہیں ملتی ہو گی۔ تو اس وقت کھانا پینا بند کیا اور روزہ شروع ہو گیا۔ ایمان کا تقاضا یہ تو نہیں ہے۔ ایمان کا تقاضا تو وہ ہے جو حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پورا فرمایا کرتے تھے۔ روایات میں آتا ہے کہ عام دنوں میں بھی آپ اپنی راتوں کو جگاتے تھے مگر رمضان میں جس شدت سے جگاتے تھے اس کی کوئی مثال دکھائی نہیں دیتی۔ عام دنوں میں بھی آپ دن کو نیکیاں کرتے تھے عام دنوں میں بھی آپ غریب پروری فرماتے تھے۔ مگر رمضان کے مہینے میں تو اس کی شکل ایسے ہو جاتی تھی جیسے عام بارش موسلا دھار بارش میں تبدیل ہو جائے۔ اس طرح نیکی ہر طرف سے برسنے لگتی تھی پس اس کو کہتے ہیں ایمان کا حق ادا کرنا اور اس سلسلے میں احتساب لازم ہے۔

انسان بظاہر سمجھتا ہے کہ رات کو مجلس لگانے میں کیا حرج ہے؟ کب منع ہے۔ روزے کا وقت شروع ہو گا تو پابندی شروع ہو گی مگر اس مزاج سے مختلف بات ہے روزے کے مزاج کے خلاف ہے کہ راتوں کو لغو مشاغل میں صرف کیا جائے۔ بعض لوگ تو اس حد تک اس معاملے میں بے چارے لاعلم اور جاہل ہوتے ہیں کہ ایک دفعہ مجھے بلجیم کے مبلغ صاحب کا فون آیا کہ میں تو بڑی مشکل میں پڑ گیا ہوں کیا جواب دوں۔ ہنس رہے تھے، مراد یہ تھی کہ آپ بھی سن لیں کیا قصہ ہوا ہے کہتے ہیں چار پاکستانی لڑکے جو بلجیم میں رہتے ہیں انہوں نے مجھے تہجد کے وقت فون کیا اور کہا کہ ایک ہمارا آپس میں اختلاف ہو گیا ہے آپ بتائیے حقیقی مسئلہ کیا ہے تو میں نے کہا فرمائیے کیا بات ہے؟ انہوں نے کہا ہم شراب کے عادی ہیں تو چونکہ سارا دن شراب نہیں پینی ہوتی ہم نے فیصلہ کیا ہے ساری رات شراب پئیں گے، وہ تو خیر ٹھیک ہے اس میں ہمارے درمیان کوئی اختلاف نہیں۔ مسئلہ یہ ہے کہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ روزے سے تھوڑا سا پہلے شراب چھوڑ دینی چاہئے کیونکہ شراب سے روزہ نہیں ہو سکتا اور میرے ساتھی بعض کہتے ہیں کہ نہیں اگر ہم نے شراب چھوڑ دی تو اٹھ پہرہ روزہ بن جائے گا اور اٹھ پہرہ روزہ حرام ہے یہ نہیں ہو سکتا۔ اب دیکھیں جہالت انسان کو کہاں سے کہاں لے جاتی ہے۔

روزے کا ایک مزاج ہے اس کا مقصد خدا کو پانا ہے اس کا مقصد ہر نیکی کو اپنے عروج تک پہنچانا ہے۔ پس ہر وہ بات جو اس شان کے خلاف ہو وہ انسان کو نیکی سے پرے پھینک دے گی۔ تقویٰ اختیار کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے روزے کا مقصد تقویٰ بتایا ہے

لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ تاکہ تم تقویٰ اختیار کرو۔

دوسری روایت بخاری کتاب الایمان سے لی گئی ہے اس میں حضرت ابوہریرہؓ عرض کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ

جس نے بھی رمضان کو ایمان کے ساتھ اور احتساب کے ساتھ یعنی اپنے نفس کا مسلسل جائزہ لیتے ہوئے گذارا اور اس کا حق ادا کیا تو اس کا پھل یہ ملے گا کہ اس کے تمام گذشتہ گناہ بخشے جائیں گے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس بارے میں فرماتے ہیں:

" آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رمضان شریف میں بہت عبادت کرتے تھے ان ایام میں کھانے پینے کے خیالات سے فارغ ہو کر اور ان ضرورتوں سے انقطاع کر کے تبتل الی اللہ حاصل کرنا چاہئے۔ "

یہ ایک ایسا مضمون ہے جسے عموماً بھلا دیا جاتا ہے اکثر جو بے چارے نیکی کے آغاز میں بعض نیکیاں اختیار کرتے ہیں وہ پرانی باتوں کے کچھ سہارے ساتھ لے کر چلتے ہیں مثلاً ایک شخص کو خدا کی خاطر بھوکا رہنے کی عادت نہیں ہے یا اس پہ دوبھر ہے تو وہ دن بھر تو افطاری کی تیاری کرتا ہے اور رات بھر سحری کی تیاری کرتا ہے اور انہی خیالات میں اس کے دن اور رات گذرتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دیکھیں کیسے مرض کو پہچانا ہے اور کیسا عمدہ علاج تجویز فرمایا ہے " آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رمضان شریف میں بہت عبادت کرتے تھے ان ایام میں کھانے پینے کے خیالات سے فارغ ہو کر" باقی گیارہ مہینے بے شک خیالات رکھ لینا مگر ان ایام میں ان خیالات سے فارغ ہو جایا کرو۔ "اور ان ضرورتوں سے انقطاع کر کے تبتل الی اللہ حاصل کرنا چاہئے تاکہ تمہاری تمام توجہ اللہ ہی کی طرف ہو" اور اس میں روزے کی یہ حکمت بھی بڑے پیارے انداز میں بیان فرما دی کہ روزہ تبتل کے لئے ہے اور تکلیف کی خاطر بھوک اور پیاس نہیں ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے بلکہ تبتل کے ذریعے یہ لازم ہے کہ اللہ کی طرف توجہ پھیرنی ہے اور تبتل کے بغیر گذارا نہیں ہے۔ تمہیں سبق دینا ہے کہ کس طرح دنیا سے توجہ کاٹ کر خدا کی طرف مائل کی جاتی ہے۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ

" حدیث شریف میں آیا ہے کہ دو آدمی بڑے بدقسمت ہیں ایک وہ جس نے رمضان پایا پھر رمضان گذر گیا اور اس کے گناہ بخشے نہ گئے۔ "

یعنی اس نے رمضان کو ایماناً اور احتساباً نہیں گذارا۔ اب یہ جو بحث ہے کہ گناہ بخشے گئے تھے کہ نہیں گئے تھے یہ بظاہر بڑی مشکل بحث دکھائی دیتی ہے کوئی سمجھتا ہو گا بخشے گئے کوئی سمجھتا ہو گا نہیں بخشے گئے بعض لوگ بعد میں بے چارے روتے ہیں دعائیں کرتے ہیں اوہو رمضان گذر گیا اور پھر بھی ہم کچھ نہ کر سکے اور

اب کے بھی دن بہار کے یونہی گذر گئے

اس مضمون پر شعراء نے اپنی حسرتوں کا بیان کیا ہے اور بعض لوگ کہتے ہیں

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم
نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے

حضرت میر محمد اسماعیل صاحب نے رمضان ہی کے تعلق میں غالباً ایک نظم اس رنگ میں کہی تھی کہ وقت آیا، نیکیوں کا سماں آیا بہار آئی اور گذر گئی ہم نے کچھ چیزیں چھوڑیں کچھ نہ چھوڑیں لیکن ماحصل یہ ہے نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم۔ وہ بزرگ جو احتساب کرتے ہیں یہ ان کا تصور ہے کہ آیا ہم نے ایمان کے ساتھ رمضان گذارا ہے کہ نہیں۔ تو اس تصور میں یعنی اس احتساب میں زیادہ عاجزی اختیار کر جاتے ہیں۔ پس جو کمی رہ بھی جاتی ہو گی اللہ اس عاجزی کی خاطر اسے دور فرما دیتا ہو گا لیکن کچھ لوگ ہیں جن کو پتہ ہی نہیں کہ ہم نے کچھ حاصل بھی کیا کہ نہیں کیونکہ رمضان گذرتے اس تیزی سے وہ واپس دوڑتے ہیں ان سب باتوں کی طرف جو پہلے کیا کرتے تھے کہ جیسے کوئی لمبا غوطہ مار کر دوسری طرف سر نکالتا ہے گھبرا کر سر جھٹکتا ہے اور سانس لینے کی کرتا ہے تو یہ سانس بند کر کے رمضان میں جاتے ہیں اور اتنی تکلیف ہوتی ہے پرلے کنارے تک پہنچتے پہنچتے کہ بڑی تیزی سے پھر وہ لمبے لمبے سانس لیتے ہیں۔ جو چیزیں چھوڑی ہوئی تھیں جو بدیاں ترک کر بیٹھے تھے ان کو پورے زور اور شدت کے

ساتھ دوبارہ شروع کرتے ہیں کہ چلو تھوڑا سا تو سکون ملے گذر گیا جو مہینہ گذرنا تھا۔ اب ان کا بخشش سے کیا تعلق ہوا۔ کیونکہ گناہوں کی بخشش کا مطلب یہ ہے کہ گناہوں کی طرف سے توجہ پھیر دی جاتی ہے گناہوں کی خواہش مٹا دی جاتی ہے اور اگر دائما نہیں تو کچھ عرصے تک تو اس کے نشان ملیں۔ دنیا پھر انسان کو کھینچتی ہے اور یہ مضمون بھی ہمیں احادیث میں ملتا ہے، قرآن میں ملتا ہے بعض لوگ بار بار استغفار کرتے ہیں اور اللہ بخش بھی دیتا ہے اور اسی حالت میں انسان زندگی گذار دیتا ہے۔ پھر اللہ کی مرضی ہے انہیں کس حالت میں وفات دے اگر وہ خدا سے دوری کی حالت میں مرجائیں تو نامراد رہے اگر اس حالت میں خدا تعالیٰ ان کی جان لے جبکہ اس کی بخشش کے نتیجے میں وقتی طور پر گناہ کا میل بھی دھل چکا تھا، گناہ کی طرف میلان مٹ چکا تھا ایسی صورت میں اللہ تعالیٰ کا بندہ یہ سمجھ سکتا ہے کہ ہاں میں کامیاب ہو گیا مگر یہ تجارب بھی بار بار ہونے والے تجارب ہیں ان کے بغیر انسان یہ تصور کر سکتا۔

پس دو ہی صورتیں ہیں بخشش کے یقین کی۔ ایک یہ کہ رمضان آئے اور گناہوں کے سارے خیالات کو دھو کر اس طرح پرے پھینک دے جیسے حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم نے فرمایا ایک نوزائیدہ بچہ ہے۔ نوزائیدہ بچہ پاک آتا ہے لیکن بد بھی ہوجاتا ہے۔ اس کا بعد میں بد ہونا یہ تو ثابت نہیں کرتا کہ وہ نوزائیدہ تھا ہی نہیں مگر بد ہونے میں وقت لگتا ہے۔ کتنی دیر اس کو بلوغت کا انتظار کرنا پڑتا ہے کتنی دیر ابتلاؤں اور امتحانوں میں پڑنے کا انتظار کرنا پڑتا ہے اچانک تو نوزائیدہ بچہ بد نہیں ہوا کرتا۔ ایک لمبے عرصے تک بدی کی خواہش ہی نہیں ہوتی اور اکثر بدیوں سے اس لئے محروم ہوتا ہے کہ ان کا تصور بھی کوئی نہیں رہتا۔

پس اگر رمضان بدیوں کو اس طرح مٹا کر جاتا ہے کہ اس کی تمنائیں مدھم پڑجاتی ہیں یا مٹ جاتی ہیں۔ وہ خواہشیں مرنے لگتی ہیں اور پھر بعد میں ان کو دوبارہ ارادتاً زندہ کرنے کی کوشش نہیں کرتا تو بعد میں ممکن ہے ایسا شخص بھی دھوکہ کھاجائے اور گر جائے لیکن عموماً ہم کہہ سکتے ہیں کہ رمضان کچھ بخشش کے سامان اس کے لئے پیچھے چھوڑ گیا۔

پس اپنے لئے دعائیں کریں اور یہ دعائیں کرتے ہوئے رمضان میں داخل ہوں کہ جو رمضان کے اعلیٰ مقاصد ہیں ہم ان کو حاصل کرنے والے ہوں۔ ہماری بدیاں جھڑ جائیں ہمارا احتساب کامل ہو اور ہمارا ایمان زندہ ہوجائے اور اس کے تمام تر تقاضے پورے کرتے ہوئے ہم اس خدا کو پالیں جس کی طرف رمضان ہمیں انگلی پکڑ کر لے جا رہا ہے۔ اللہ ہمیں اسکی توفیق عطا فرمائے۔

خطبہ ثانیہ میں تشہد کے بعد حضور انور نے فرمایا:

آج نماز جمعہ کے بعد، کیونکہ ابھی بھی جمعہ کے اختتام تک عصر کا وقت شروع ہوچکا ہوتا ہے۔ نماز عصر ہوگی اور اس کے معاً بعد تین جنازے ہوں گے۔ یعنی جنازہ غائب۔

ایک حضرت شیخ مسعود الرحمٰن صاحب صحابیؓ جن کا وصال جرمنی میں ہوا ہے اور اب غالباً ربوہ میں لے جاکر انکی تدفین بہشتی مقبرے میں کردی گئی ہے۔ حضرت منشی حبیب الرحمٰن صاحبؓ کے بیٹے تھے ننانوے سال دو ماہ کی عمر پائی۔ پہلے نام مسعود احمد تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خاندان کے باقی ناموں کی مناسبت سے آپ کا نام مسعود الرحمٰن رکھ دیا تھا۔

دوسرے ہمارے شہید مکرم رانا ریاض احمد خان صاحب ابن رانا عبدالستار صاحب ٹاؤن شپ (لاہور)۔ ان کے والد صاحب بھی شدید مضروب ہیں بہت ظالمانہ طور پر آپ کو زخمی کیا گیا ہے ان کے لئے بھی دعا کریں اللہ تعالیٰ ان کو شہادت کی سعادت کا عرفان نصیب فرمائے اور اس کے غم پر اس سعادت کی خوشی بھاری ہوجائے۔

اسی طرح ہمارے عزیزم احمد بن ڈاکٹر اعجاز الحق صاحب اور عزیزہ امتہ الحئی چودھری حمید نصراللہ صاحب۔ ڈاکٹر اعجاز الحق صاحب کے بیٹے تھے عزیزہ امتہ الحئی کے بطن سے۔ بعد میں عزیزہ امتہ الحئی کی شادی چودھری حمید نصراللہ صاحب کے ساتھ ہوئی اس لئے ان کے ساتھ بھی ایک بیٹوں والا رشتہ رہا بچپن سے۔ ان کو بھی ۶ جنوری کو لاہور میں شہید کردیا جاچکا ہے۔ اس کی تفاصیل جب حاصل ہوں گی تو انشاء اللہ بعد میں بیان کردی جائیں گی۔

ان کی نماز جنازہ غائب نماز عصر کے معاً بعد ہوگی۔

وطن کی گلیو! مرا خوں سنبھال کر رکھنا

چلے تھے منزل آزادگاں سمجھ کے جسے
وہاں بھی شور سلاسل ہے اور در زنداں

گزر کے رہگذر خاک و خوں سے جو آیا
وہ کارواں ہے کہاں، میر کارواں ہے کہاں

پہن کے آئے ہیں رہزن لباس راہبری
جو سنگ راہ تھے، ہیں آج زینت ایواں

چمن میں خار مغیلاں تو سر اٹھا کے چلیں
مگر گلوں کا تبسم ہے باغباں پہ گراں

وطن کی گلیو! مرا خوں سنبھال کر رکھنا
بنے گا رنگ بہاراں مرا یہ ہدیہ جاں

نہ جانے انکے لبوں پر سکوت ہے کیسا!
کہ دیکھتی تو ہے سب کچھ نگاہ دیدہ وراں

(عبدالمنان ناہید)

بچوں میں اخلاق حسنہ کی آبیاری کریں

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے احمدیت کی دوسری صدی کے استقبال کے لئے اور اس صدی میں ابھرنے والی ذمہ داریوں کی ادائیگی اور دوسری صدی کے نئے تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے وقف نو کی بابرکت تحریک کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا:

ہر واقف زندگی بچہ جو وقف نو میں شامل ہے، بچپن سے ہی اس کو سچ سے محبت اور جھوٹ سے نفرت ہونی چاہئے اور یہ نفرت اس کو گویا ماں کے دودھ میں ملنی چاہئے۔ جس طرح Radiation کسی چیز کے اندر سرایت کرتی ہے اسی طرح پرورش کرنے والی ماں کی بانہوں میں سچائی اس بچہ کے دل میں ڈوبنی چاہئے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ والدین کو پہلے سے بہت بڑھ کر سچا ہونا پڑے گا۔ ضروری نہیں کہ سب واقفین زندگی کے والدین سچائی کے اس اعلیٰ معیار پر قائم ہوں جو اعلیٰ درجہ کے مومنوں کے لئے ضروری ہے۔ اس لئے اب ان بچوں کی خاطر ان کو اپنی تربیت کی طرف بھی توجہ کرنی ہوگی اور پہلے سے کہیں زیادہ احتیاط کے ساتھ گھر میں گفتگو کا انداز اپنانا ہوگا۔ اور احتیاط کرنی ہوگی کہ لغو باتوں کے طور پر یا مذاق کے طور پر بھی وہ آئندہ جھوٹ نہیں بولیں گے کیونکہ یہ خدا کی مقدس امانت اب آپ کے گھر میں پل رہی ہے۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۳ اپریل ۱۹۸۷ء۔ مسجد فضل لندن)

SKY
SATELLITES
OFFICIAL SKY AGENTS
TV ASIA
VIEW THE SERMON EVERY DAY ON EUTELSAT SATELLITE SYSTEM AVAILABLE FOR ALL SATELLITES IN THE WORLD. VIEWING CARDS IN STOCK. INSTALLATION AVAILABLE. PLEASE CALL FOR COMPETITIVE PRICES. MAIL ORDER EXPORT SERVICE FOR THE WHOLE WORLD. WE ACCEPT CREDIT CARDS. ASK US FOR MORE DETAILS.
S.M SATELLITE SERVICES
15 BRIDGE END, CAMBERLEY, SURREY, GU15 2QX, ENGLAND
TELEPHONE 0276 20916 FAX 0276 678740
RECEIVERS, DECODERS, DISHES, SMART CARDS

رمضان المبارک

حصول تقویٰ کی آسمانی تربیت گاہ

(دوست محمد شاہد)

تقویٰ کے بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"تقویٰ یہ ہے کہ انسان خدا تعالیٰ کی تمام امانتوں اور ایمانی عہد اور ایسا ہی مخلوق کی تمام امانتوں اور عہد کی حتی الوسع رعایت رکھے ۔ یعنی ان کے دقیق در دقیق پہلوؤں پر تا بمقدور کاربند ہو جائے۔"

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صہ ۵۲)

ایک دوسرے زاویہ نگاہ سے تقویٰ کے معنی ہیں کہ ہر ایک باریک در باریک گناہ سے بچنا اور جس امر میں بدی کا شبہ بھی ہو اس سے کنارہ کش ہو کر خدا کی رضا کو ہر چیز پر مقدم کر لینا۔ ؎

ترک رضائے خویش پئے مرضی خدا

رسول خدا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے جلیل القدر صحابی حضرت عرباض بن ساریہؓ کی روایت ہے کہ ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نماز فجر پڑھائی اور نماز سے فارغ ہونے کے بعد ہمیں وعظ فرمایا جو اعلیٰ درجہ کا تھا کہ اس سے ہمارے آنسو بہنے لگے اور دل لرز اٹھے اس پر ایک شخص نے کھڑے ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ الوداعی وعظ ہے۔ حضور ہمیں کوئی وصیت فرمائیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔

اوصیکم بتقوی اللہ

(مسند احمد بن حنبل جلد ۴ صہ ۱۲۷)

میں تمہیں اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرنے کی وصیت کرتا ہوں۔ حضرت ابو ھریرہؓ سے یہ حدیث مروی ہے:۔

"اکثر ما یلج بہ الانسان الجنۃ تقوی اللہ عز و جل"

(مسند احمد بن حنبل جلد ۴ صہ ۳۹۲)

یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت میں اکثر لوگ تقویٰ کے باعث داخل ہوں گے۔

قرآن مجید کے علمی و ادبی اور معنوی و روحانی کمالات میں سے ہے کہ اس نے تقویٰ کو لباس قرار دیا ہے۔

(حوالہ کے لئے دیکھیں سورہ اعراف: ۲۷)۔

یہ لطیف استعارہ عبادالرحمٰن کو بتایا ہے کہ تقویٰ ایک روحانی وردی ہے جو خدا کے عاشقوں اور سالکوں کو عطا کی جاتی ہے جس کے حسن و جمال اور آرائش و زیبائش سے وہ باقی تمام بنی نوع انسان سے ممتاز ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام فرماتے ہیں۔

"انسان کی تمام روحانی خوبصورتی تقویٰ کی تمام باریک راہوں پر قدم مارنا ہے۔ تقویٰ کی باریک راہیں روحانی خوبصورتی کے لطیف نقوش اور خوش نما خط و خال ہیں اور ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ کی امانتوں اور ایمانی عہدوں کی حتی الوسع رعایت کرنا اور سر سے پیر تک جتنے قویٰ اور اعضاء ہیں جن میں ظاہری طور پر آنکھیں اور کان اور ہاتھ اور پیر اور دوسرے اعضاء ہیں اور باطنی طور پر دل اور دوسری قوتیں اور اخلاق ہیں ان کو جہاں تک طاقت ہو ٹھیک ٹھیک محل ضرورت پر استعمال کرنا اور ناجائز مواضع سے روکنا اور ان کے پوشیدہ حملوں سے متنبہ رہنا اور اسی کے مقابل پر حقوق العباد کا بھی لحاظ رکھنا یہ وہ طریق ہے کہ انسان کی تمام روحانی خوبصورتی اس سے وابستہ ہے اور خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں تقویٰ کو لباس کے نام سے موسوم کیا ہے۔ چنانچہ لباس التقویٰ قرآن شریف کا لفظ ہے۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ روحانی خوبصورتی اور روحانی زینت تقویٰ ہی سے پیدا ہوتی ہے"۔

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صہ ۵۲)

اس پس منظر میں جب ایک عارف باللہ رمضان المبارک کے بہار آفریں دور میں داخل ہوتا ہے تو اول مرحلہ پر ہی اس کی روح وجد میں آ کر جھوم اٹھتی ہے کیونکہ قرآن کریم نے روزوں کا فلسفہ ہی تقویٰ بیان فرمایا ہے۔ چنانچہ خدائے کریم جل شانہ و عز اسمہ کا ارشاد مبارک ہے:۔

یا ایھاالذین آمنوا۔۔۔الخ

(سورہ البقرہ: ۳۹)

اے لوگو جو ایمان لائے ہو تم پر (بھی) روزوں کا رکھنا (اسی طرح) فرض کیا گیا ہے جس طرح ان لوگوں پر فرض کیا گیا تھا جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں۔ تاکہ تم تقویٰ شعار ہو جاؤ۔ اور خدا کو اپنی ڈھال بنالو۔

"لعلکم تتقون" کے دو لفظوں میں معرفت کا ایک سمندر پنہاں ہے ایک تو اسی لئے کہ اس میں رمضان المبارک کے جملہ اغراض و مقاصد کا جامع اعلان ہے جو کتاب اللہ کی فصاحت و بلاغت کا اعجاز ہے۔ دوسرے اس لئے کہ قرآن میں تقویٰ کی جو بے شمار برکات بیان ہوئی ہیں ان سب کے عطا کئے جانے کی بشارت ربانی روزہ دار کو دی گئی ہے جس کے اندر روحانی، اخلاقی، مادی اور روحانی، انفرادی اور اجتماعی غرضیکہ ہر نوع کی برکتیں آ جاتی ہیں۔ حتیٰ کہ خالق ارض و سماء کا دیدار بھی آ جاتا ہے جو تقویٰ کا انتہائی مقصود و مطلوب ہے۔ چنانچہ حدیث قدسی ہے کہ:

قال اللہ عز و جل کل عمل ابن آدم لہ الا الصیام فانہ لی وانا اجزی بہ

(بخاری کتاب الصوم)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ انسان کے سب کام اپنے لئے ہیں۔ مگر روزہ میرے لئے ہے اور میں خود اس کی جزا بن جاتا ہوں۔ یعنی اس کی اس نیکی کے بدلہ میں اپنی زیارت کا شرف عطا کرتا ہوں۔

ظاہر ہے کہ ہر بندہ عالی جناب آستانہ الوہیت پر سر رکھ کر بزبان حال یہی پکار رہا ہے ۔

درد و عالم مرا عزیز تو ئی
و آنچہ می خواہم از تو نیز توئی

ترجمہ: دونوں عالم میں میرا تو ہی پیارا ہے اور جو چیز میں تجھ سے مانگتا ہوں وہ بھی تو ہی ہے۔

(درثمین فارسی)

سلوک عشق کی اس منزل پر پہنچ کر روزہ دار فنا فی اللہ کے عظیم مقام تک رسائی حاصل کر لیتا ہے چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان مبارک ہے:۔

روزہ دار کی خاموشی تسبیح اور اس کی نیند خدا کے دفتر میں عبادت شمار کی جاتی ہے۔ اس کی دعا قبول کی جاتی ہے اور اس کے ہر عمل کا بدلہ بہت بڑھ چڑھ کر دیا جاتا ہے۔ رمضان المبارک کے آفاقی اور روحانی مرکز کی ان عدیم المثال روحانی برکات و تاثیرات سے کما حقہ فائدہ اٹھانے کے لئے ضروری ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ان مبارک احادیث کا بہت باریک نظر سے مطالعہ کیا جائے جن میں روزہ کے فضائل و مناقب بیان ہوئے ہیں۔ ذیل میں مشکوٰۃ شریف سے چند منتخب احادیث ہدیہ قارئین کی جاتی ہیں۔

(۱)

حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تم پر رمضان المبارک کا بابرکت مہینہ آیا ہے اس کے روزے اللہ تعالیٰ نے تم پر فرض کئے ہیں۔ اس میں آسمان کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دئے جاتے ہیں۔ سرکش شیطانوں کو اللہ کے لئے اس میں مقید کر دیا جاتا ہے۔ اس کی ایک رات ہزار مہینوں سے بہتر ہے، جو اس مہینہ میں نیکی کرنے سے محروم رہا وہ ہر نیکی سے محروم رہا۔"

(اس حدیث کو احمد اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔)

(۲)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا، روزہ اور قرآن دونوں بندے کی شفاعت کریں گے۔ چنانچہ روزہ کہے گا کہ اے میرے پروردگار! اس کو کھانے پینے اور شہوات سے دن کو روک دیا تھا سو اس کے بارے میں میری شفاعت قبول فرما۔ قرآن کہے گا، میں نے اس کو رات کی نیند سے روک دیا تھا لہٰذا اس کے بارے میں میری شفاعت قبول فرما۔ اس پر ان کی شفاعت قبول کی جائے گی۔

(۳)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رمضان آیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تم پر یہ ایک ایسا مہینہ آیا ہے کہ اس میں ایک رات ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ جو شخص اس مہینہ میں نیکی کرنے سے محروم رہا وہ نیکی سے محروم رہا۔ اور اس ماہ میں نیکی سے وہی محروم رہتا ہے جو بدنصیب ہو۔"

(اس کو ابن ماجہ نے روایت کیا ہے)

(۴)

حضرت سلمان فارسیؓ فرماتے ہیں کہ شعبان کے آخری دن ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا۔ فرمایا "اے لوگو! رمضان کا مہینہ بڑا عظیم مہینہ ہے، بابرکت مہینہ ہے۔ اس میں ایک رات ہزار مہینے سے بہتر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے روزے فرض کئے ہیں اور رات کو عبادت کرنا نفل ہے جو شخص کسی نیک کام کے ذریعے اس میں اللہ کا قرب حاصل کرے، یعنی نفلی عبادت کرے تو وہ ایسا ہے کہ اس نے اور مہینوں کا فرض ادا کیا۔ اور جو شخص اس میں فرض ادا کرے وہ ایسا ہے کہ دوسرے مہینوں کے اس نے ستر فرض ادا کئے۔ وہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا ثواب جنت ہے۔ وہ غم خواری و ہمدردی کا مہینہ ہے (فقیروں اور مسکینوں سے ہمدردی کرنے کا) اس میں مومن کا رزق زیادہ کیا جاتا ہے۔ جو شخص کسی روزہ دار کا روزہ افطار کرائے تو اس کی مغفرت اور دوزخ کی آگ سے رہائی کا سبب ہو گا اور اس کو روزہ دار کی مانند اجر ہو گا بغیر اس کے کہ اس کے روزہ کے ثواب میں کمی ہو۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں سب اس قابل نہیں کہ روزہ افطار کرانے کے لئے کوئی چیز پائیں (تو پھر ثواب کیسے حاصل کریں؟) فرمایا اگر کوئی شخص ایک گھونٹ لسی یا ایک کھجور یا ٹھنڈے پانی ہی سے کسی کا روزہ افطار کرا دے تب بھی اللہ تعالیٰ اس کو یہ ثواب عطا فرمائے گا اور یہ شخص روزہ دار کا پیٹ بھر دے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو میرے حوض سے پلائے گا۔ اس طرح کہ وہ جنت میں داخل ہونے تک پیاسا نہ ہو گا۔ رمضان ایک ایسا مبارک مہینہ ہے اس کے شروع میں رحمت، درمیان میں بخشش اور آخر میں دوزخ سے نجات مل جاتی ہے۔

ان احادیث نبوی سے یہ حقیقت مہرِ نیمروز کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ رمضان المبارک کے حقیقی مجاہدات کے نتیجہ میں انسان کی کایا پلٹ جاتی ہے اور اس کے اقوال و افعال اور حرکات و سکنات میں انقلاب عظیم برپا ہو جاتا ہے اور وہ گویا ایک نیا انسان بن جاتا ہے جو تصوف کی اصطلاح میں ابدال کہلاتا ہے جو اس دنیا میں ہی رضائے باری تعالیٰ کی جنت میں داخل ہو جاتا ہے اور خدا کی آتش غضب اس کے لئے گل و گلزار بنا دی جاتی ہے۔

رمضان المبارک کے مقدس اور پر انوار ایام کی یہ خصوصیت ہے کہ اگرچہ سیدنا و مولانا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم صاحب البراق ہیں اور عرفان الٰہی کے آسمان میں نہایت برق رفتاری سے ایک سیکنڈ میں کروڑوں میل پرواز کر جاتے ہیں۔ مگر جونہی رمضان المبارک اپنے جلو میں لاتعداد آسمانی نعمتوں کو لئے آ جاتا ہے۔ آپؐ کی خدا نما شخصیت میں ایک نیا روحانی انقلاب رونما ہو جاتا ہے۔ چنانچہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی چشم دید شہادت ہے کہ:

جب رمضان کا مہینہ آ جاتا تو آپ کمر ہمت کس لیتے اور جب تک رمضان اختتام پذیر نہیں ہو جاتا آپ اپنے بستر مبارک پر نہیں آتے تھے۔ پھر فرماتی ہیں:۔

رمضان کے آنے پر آپ کا رنگ متغیر ہو جاتا۔ آنحضور کی نماز پہلے سے زیادہ لمبی ہو جاتی اور دعا میں الحاح اور گریہ و بکا اور بھی بڑھ جاتا۔

رمضان کا بابرکت مہینہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادتوں ہی کا نقطہ معراج نہیں تھا بلکہ آپ کی جود و سخا بھی ان دنوں اپنے انتہائی کمال تک پہنچ جاتی تھی۔ چنانچہ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ آپ فیاض تو تھے ہی لیکن رمضان میں جبریل امین قرآن مجید سنانے آتے تو آپ کی فیاضی کی کوئی حد نہ رہتی۔ آپ کی فیاضی ہوا سے بھی آگے نکل جاتی تھی۔

(بخاری کتاب الصوم)

یاد رکھنا چاہئے کہ اس سے مراد صرف مادی اشیاء کی عطا نہیں بلکہ وہ دعائیں بھی ہیں جو حضورؐ نے ان مبارک ایام میں اپنی امت مرحومہ کے لئے اپنے مولا کے حضور کیں اور اپنے آنسوؤں سے اپنی سجدہ گاہ تر رکھی۔ آنحضرتؐ کی یہ دعائیں آسمان پر ایک نہ ختم ہونے والے خزانہ کی صورت میں ہمیشہ کے لئے محفوظ ہو چکی ہیں اور آپ کے سچے عاشقوں اور خادموں کو قیامت تک ملتی رہیں گی اور کوئی نہیں جو ان کو روک سکے!! کوئی نہیں جو ساقی کوثر کے اس ابدی فیضان کو بند کر سکے!!۔ ؎

دولت کا دینے والا فرمانروا یہی ہے

(فداک ابی و امی یا رسول اللہؐ!)

خلاصہ مطلب یہ ہے کہ رب جلیل نے خصوصی انتشار روحانیت کے لئے رمضان المبارک کو ازلی و ابدی مرکز مقرر فرمایا ہے جس کے طفیل برابر چودہ صدیوں سے طالبان حق و معرفت کو مواہب خاصہ اور انعامات عظیمہ عطا ہوتے چلے آ رہے ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں کی برکت سے تا ابد حاصل ہوتے رہیں گے اور تقویٰ کے ربانی لباس پہننے والے ہمیشہ ہی تقویٰ کے نور سے خود بھی منور رہیں گے اور بالآخر دنیا کو بھی بقعہ نور بنا ڈالیں گے۔ انشاء اللہ!

> اللہ کے نزدیک پسندیدہ عمل یہ ہے کہ جب تمہیں موت آئے تو تمہاری زبان ذکر الٰہی سے تر ہو۔

بقیہ از…

لاکھوں انسان گواہ ہیں مگر اس الہام میں اس پیش گوئی کا ذکر محض تخصیص کے لئے ہے یعنی مجھے ایسا نشان دیا گیا ہے جو آدم سے لے کر اس وقت تک کسی کو نہیں دیا گیا۔ غرض میں خانہ کعبہ میں کھڑا ہو کر قسم کھا سکتا ہوں کہ یہ نشان میری تصدیق کے لئے ہے"۔

(تحفہ گولڑویہ صہ ۵۳، ۵۴)

SUPPLIERS OF FROZEN AND FRIED
MEAT SAMOSAS, VEGETABLE SAMOSAS,
CHICKEN SAMOSAS & LAMB BURGERS
PARTIES CATERED FOR
KHAYYAMS
280 HAYDONS ROAD, LONDON SW19
TEL: 081 543 5882 - MOBILE: 0860 418 252

قادیان سے سورج گرہن کا نظارہ

(محمد اعظم اکسیر)

آسمانی نشان کے لئے متلاشی نگاہیں

سرور کائنات فخر موجودات حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے مہدی موعودؑ کو "ہمارے مہدی" کے پیارے خطاب سے نوازتے ہوئے اس کی سچائی پر آسمانی نشان کا ذکر فرمایا کہ رمضان کی معین تاریخوں میں کسوف و خسوف یعنی چاند گرہن اور سورج گرہن لگے گا۔ چودہ صدیوں کے دوران اس نشان آسمانی کو دیکھنے کی تمنا پرورش پاتی رہی۔

آخر ۱۸۹۴ء مطابق ۱۳۱۱ھ کے ماہ رمضان کی ۱۳ کو چاند کو گرہن لگا۔ چاند گرہن لگنے کے بعد نظریں آسمان کی طرف اٹھ رہی تھیں کہ اب سورج کو بھی اس پیش گوئی کے مطابق گرہن لگے گا۔ قادیان کے افق پر اس نشان کی تکمیل دیکھنے کے لئے روحیں مضطرب تھیں۔ مدعی مہدویت حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام اور آپ کے صحابہ مصروف دعا تھے اور ظہور نشان کے منتظر۔ یہ روح پرور فضا اتنی دلکش تھی کہ دور دور سے پروانوں کو کھینچ رہی تھی۔ اس بے مثال جذب و کشش کی ایک ایمان افروز داستان ریاست ٹونک کے وزیر اعظم مرزا عبدالرحیم کی اولاد میں سے دو بھائیوں اور ان کے ایک دوست کی ہے۔

بھائیوں میں سے مرزا ایوب بیگ صاحب چیفس کالج لاہور میں سائنس کے استاد تھے۔ ان کے بھائی مرزا یعقوب بیگ صاحب میڈیکل کالج کے سٹوڈنٹ تھے جبکہ مرزا ایوب بیگ صاحب کے ایک محلہ دار اور ہم جماعت مولوی عبدالعلی صاحب آف کلانور ان کے ساتھی تھے۔

داستان جذب و مستی

۲۱ مارچ ۱۸۹۴ء مطابق ۱۳ رمضان المبارک ۱۳۱۱ھ کو چاند گرہن کے بعد اسی رمضان میں سورج گرہن لگنے کے دن قریب آئے تو یہ تینوں فداکار لاہور سے چل پڑے۔ دل میں عزم صمیم لئے کہ چھ اپریل کو ہونے والے عظیم واقعہ اور صداقت مہدی کے نشان کو قادیان پہنچ کر اپنے آقا کے ساتھ ملاحظہ کریں اور نماز کسوف میں شامل ہوں۔

ایک دن پہلے کی شام لاہور سے روانہ ہو کر یہ دیوانے رات قریباً گیارہ بجے بٹالہ پہنچے۔ اس شب بٹالہ کا موسم آگے سفر کرنے سے روک رہا تھا۔ آندھی چل رہی تھی۔ بادل گرجتے اور بجلی چمکتی تھی۔ ہوا مخالف تھی اور مٹی آنکھوں میں پڑتی تھی۔ قدم اچھی طرح نہیں اٹھتے تھے۔ راستہ صرف بجلی چمکنے سے نظر آتا تھا۔ سب نے ارادہ کر رکھا تھا کہ خواہ کچھ ہو راتوں رات قادیان پہنچنا ہے۔ چنانچہ تینوں دوستوں نے راستہ میں کھڑے ہو کر تضرع سے دعا کی کہ:

اے اللہ! جو زمین و آسمان کا قادر مطلق خدا ہے! ہم تیرے عاجز بندے ہیں تیرے مہدی کی زیارت کے لئے جاتے ہیں اور ہم پیدل سفر کر رہے ہیں۔ سردی ہے، تو ہی ہم پر رحم فرما، ہمارے لئے راستہ آسان کر دے اور اس باد مخالف کو دو کر!!

ابھی اخری لفظ دعا کا منہ میں ہی تھا کہ ہوا نے رخ بدلا اور بجائے سامنے کے پشت کی طرف سے چلنے لگی اور ممد سفر بن گئی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ہوا میں اڑے جا رہے ہیں۔ تھوڑی ہی دیر میں نہر پر پہنچ گئے۔ اس جگہ کچھ بوندا باندی شروع ہو گئی۔ نہر کے پاس ایک کوٹھا تھا اس میں داخل ہو گئے۔ ان دنوں ضلع گورداسپور کی اکثر سڑکوں پر ڈکیتی کی وارداتیں ہوتی تھیں۔ دیا سلائی جلا کر دیکھا تو کوٹھا خالی تھا اور اس میں دو اپلے اور ایک موٹی اینٹ پڑی تھی۔ ہر ایک نے ایک ایک سرہانے رکھی اور زمین پر سو گئے۔ کچھ دیر بعد آنکھ کھلی۔ دیکھا تو ستارے نکلے ہوئے خوب چمک رہے تھے۔ آسمان صاف اور بادل اور آندھی کا نام و نشان نہ تھا۔ چنانچہ پھر چل پڑے اور سحری حضرت مہدی موعود علیہ السلام کے دسترخوان پر کھائی۔

نماز کسوف اور نظارہ سورج گرہن

سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق نماز کسوف کا اہتمام ہوا۔ حضرت مہدی معہود علیہ السلام کے ارشاد پر یہ اہتمام مسجد مبارک کی چھت پر کیا گیا۔ کئی دوستوں نے شیشے پر سیاہی لگائی ہوئی تھی جس میں سے وہ گرہن دیکھنے میں مشغول تھے۔ ابھی خفیف سی سیاہی شیشے پر شروع ہوئی تھی کہ حضرت مہدی موعود علیہ السلام کو کسی نے بتایا کہ سورج گرہن لگ گیا ہے۔ آپ نے اس شیشہ میں سے دیکھا تو نہایت خفیف سی سیاہی معلوم ہوئی۔ حضور نے اظہار افسوس کرتے ہوئے فرمایا کہ اس گرہن کو ہم نے تو دیکھ لیا مگر یہ ایسا خفیف ہے کہ عوام کی نظر سے اوجھل رہ جائے گا۔ اور اس طرح ایک عظیم الشان پیش گوئی کا نشان مشتبہ ہو جائے گا! حضور نے کئی مرتبہ اس تاسف کا اظہار کیا!!

اللہ اللہ خدا کے پیاروں کو کس قدر دوسروں کے ایمان کی فکر ہوتی ہے۔ ایک طرف آسمانی نشان کی تصدیق فرما رہے ہیں دوسری طرف اس کے خفیف ہونے کے باعث لوگوں کے ایمان کی فکر!! اسی کیفیت قلبی کے سبب آپ دعائیں کیا کرتے۔

ع لگادے آگ میرے دل میں ملت کے لئے
شعلے پہنچیں جس کے ہردم آسماں تک بے شمار

ایک طرف مہدی موعودؑ کی توجہ نشان کو خفیف دیکھ کر دعا کی طرف مبذول ہو رہی تھی اور دوسری طرف آسمانی آقا کی نظر اپنے پیارے کے دل پر تھی۔ اچانک وہ خفیف سا نشان بڑھنا شروع ہوا۔ حتیٰ کہ آفتاب کا زیادہ حصہ تاریک ہو گیا۔

یہ واقعہ حضرت مہدی موعود علیہ السلام کے احوال پر مشتمل محترم ملک صلاح الدین صاحب ایم اے کے سلسلہ کتب "اصحاب احمد" کی پہلی جلد کے صفحہ نمبر ۸۰ تا ۸۱ سے ماخوذ ہے۔

الفضل انٹرنیشنل ہمیں کیوں پڑھنا چاہئے

اس لئے کہ

- یہ مرکز سلسلہ اور آپ کے درمیان رابطہ کا ذریعہ ہے۔
- اس کے مطالعہ سے آپ کو روحانی تسکین ہوتی ہے۔
- اس میں درج ملفوظات و ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام و خلفائے احمدیت آپ کے ازدیاد ایمان کا موجب بنتے ہیں۔
- اس میں ہمارے محبوب امام حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبات اور خطابات کا مکمل متن شائع ہوتا ہے۔
- یہ اہل علم حضرات کے ٹھوس علمی اور تحقیقی مضامین اور صاحب طرز شعراء کے کلام کے ذریعہ دنیا بھر کی دینی اور اخلاقی تربیت میں ایک اہم کردار ادا کرتا ہے۔
- یہ ایک روحانی چشمہ ہے جو آپ کو اور آپ کی نسلوں کو روحانی اور علمی سیرابی کا موجب ہے۔ اس سے فائدہ اٹھایئے اور آج ہی الفضل انٹرنیشنل اپنے نام جاری کروایئے۔

رمضان المبارک میں درس القرآن کا پروگرام

رمضان المبارک میں انشاء اللہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ روزانہ درس قرآن دیتے ہیں جو سیٹلائٹ کے ذریعہ ساری دنیا میں نشر کیا جاتا ہے۔ اس کا پروگرام حسب ذیل ہے

سوموار، منگل، جمعرات
لندن کے وقت کے مطابق ۴۵۔۱۰ سے ۳۰۔۱۲ تک

بروز جمعہ درس نہیں ہوگا۔

بروز ہفتہ
لندن کے وقت کے مطابق ۴۵۔۱۰ سے ۳۰۔۱۲ تک

بروز اتوار، بدھ
لندن کے وقت کے مطابق ۳۰۔۱۱ سے ۳۰۔۱ تک

احباب ان اوقات کو ملحوظ رکھتے ہوئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے درس میں شامل ہوں۔

MUSLIM TELEVISION AHMADIYYA

PROGRAMME TIMINGS

ASIA AND MIDDLE EAST
7.00 am to 7.00 pm [London, U.K.]

EUROPE
Monday to Thursday 1:30 pm to 4 pm
Friday to Sunday 1.00 pm to 4 pm

TELEPHONE AND FAX NUMBERS FOR INFORMATION COMMENTS OR MESSAGE

Tel: + 44 - 81 - 870 0922 Fax: + 44 - 81 - 871 0684

LIVE TRANSMISSION FROM UNITED KINGDOM

Tilawat Manzoom Kalam Malfoozat

VARIETY OF PROGRAMMES INCLUDING

Majlis Irfan Speeches
Hazur replying to letters and messages of viewers

Satellite	EUTELSAT II F3	STATSIONAR 21	STATSIONAR 4	GALAXY 2
Area	Europe, North Africa	Asian, Middle East, Eastern Europe, East Africa Regions	South America, Africa and European Regions	North America, Canada
Position	16° East	103° East	14° West	74° West
Transponder	37	7 (C-Band)	9 (C-Band)	11
Frequency	11.575 GHz	3725 MHz	3825 MHz	36 MHz
Polarity	Vertical	Right Hand circular	Right Hand circular	Horizontal
Format	625 Lines PAL Colour	625 Lines PAL Colour	625 Lines PAL Colour	NTSC
Audio Sub-Carriers				
Urdu	6.5 MHz	6.5 MHz	6.5 MHz	6.2 MHz
English	7.02 MHz	7.02 MHz	7.02 MHz	
Arabic	7.20 MHz	7.20 MHz	7.20 MHz	
French	7.92 MHz	7.92 MHz	7.92 MHz	
Timings (London Time)	13.30 - 16.00	10.00 - 16.00	13.30 - 14.30	13.30 - 14.30

Radio = Short Wave Band Radio; 25 Meter Band, Digital Frequency 11695.
Timings: 13.30 - 14.30 London Time

M.A. AMINI TEXTILES
SPECIALISTS IN: FABRIC PRINTING, PRINTED CRIMPLENE, 90" PRINTED COTTON, QUILT COVERS, PRAYER MATS, BEDDINGS, BED SETTEE COVERS
PROVIDENCE MILL, 108 HARRIS STREET, BRADFORD BD1 5JA
TEL: 0274 391 832 MOBILE: 0836 799 469
81/83 ROUNDHAY ROAD LEEDS, LS8 5AQ
TEL: 0532 481 888 - FAX NO. 0274 720 214

DISTRIBUTORS OF
PITTA BREAD
PLAIN AND
FRUIT YOGURT
MANGOES
SEASONAL FRUIT
AND
VEGETABLES
ZAHID KHAN
081 949 1044
IMMEDIATE
DELIVERY
ANYWHERE IN
LONDON

رمضان المبارک کے روحانی اثرات

(شیخ مبارک احمد، امریکہ)

اللہ تعالیٰ کے حکم

فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ

یعنی جو رمضان کا مہینہ پائے وہ ضرور روزے رکھے۔ اس حکم کے نزول کے مطابق ۲ ہجری میں رمضان کے روزے فرض ہوئے۔ رمضان کا مہینہ ہر سال آتا ہے۔ چونکہ اس مہینہ کا تعین چاند کے ذریعہ ہوتا ہے اس لئے یہ مہینہ سال کے ہر حصہ میں آتا ہے۔ شمسی کیلنڈر کے لحاظ سے کبھی شدید گرمی میں اور کبھی شدید سردی میں، کبھی دن چھوٹے اور کبھی دن لمبے ہوتے ہیں تو رمضان کا مہینہ آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت اور مصلحت سے رمضان کی برکات کو سال کے ہر ایک حصہ میں پھیلا دیا ہے۔ جو زہریلا مادہ ہر موسم میں انسان کی روح پر اثر انداز ہو سکتا ہے۔ اسے روزہ کی برکت اور اثر سے دور کرنے کا سامان کر دیا ہے۔ مزید دنیا کے ہر خطہ میں رہنے والوں کے لئے رمضان کا سال کے مختلف حصوں میں آنا روزہ کا اثر ایک جیسا کر دیا گیا۔ اگر ایک ہی وقت میں روزہ کے ایام ہوتے تو بعض کے لئے آسان ہوتے اور بعض کے لئے مشکل اور کسی کے لئے ہمیشہ گرم اور کسی کے لئے ہمیشہ سرد۔ کہیں ہمیشہ دن لمبے ہوتے اور کہیں چھوٹے۔ چاند کے ذریعہ رمضان کا تعین کر کے عالمگیر مساوات کی صورت پیدا کر دی اور بلحاظ اثر و احساس کے سب کو ایک جیسا کر دیا۔

رمضان المبارک کے روزے اپنی برکتوں اور روحانی تاثیرات کے لحاظ سے خاص مقام رکھتے ہیں۔ اس مبارک مہینہ کے روزوں کا اجر خود خدا تعالیٰ ہے۔ بخاری کی روایت ہے۔ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ آدمی کا ہر عمل اپنے لئے ہوائے روزہ کے وہ میرے لئے ہے۔ اور میں خود اس کی جزاء ہوں۔ یعنی اس کی نیکی کا بدلہ میں اسے اپنی ذات کے دیدار سے نوازتا ہوں۔

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان المبارک کے روزوں کی تاثیر و برکت کے سلسلہ میں فرمایا:

"جس نے رمضان کا روزہ رکھا خدا تعالیٰ کے حکم کو مانتے ہوئے اور ارشاد الٰہی کی تعمیل میں خالصۃً ثواب کے حصول کے لئے، اس کے اگلے اور پچھلے گناہ بخش دیئے جائیں گے"۔

(صحیح بخاری)

آنحضورؐ نے یہ بھی فرمایا:

"روزہ قیامت کے روز سفارش کرے گا اور خدا تعالیٰ کے حضور کہے گا کہ اے میرے پروردگار! میں نے اس شخص کو دن میں کھانے پینے اور دوسری لذتوں سے روکے رکھا۔ خدایا تو اس شخص کے حق میں میری سفارش قبول فرما۔ اور خدا تعالیٰ اس کی سفارش قبول فرمائے گا"۔

(مشکوٰۃ)

روزہ کے ایام یعنی رمضان المبارک کے بابرکت دنوں اور راتوں میں خاص نیکیوں اور عبادات کی بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غیر معمولی انداز میں تلقین فرمائی اور یہ نوید سنائی:

"جو شخص بھی اس مہینہ میں دل کی خوشی سے از خود کوئی ایک نیک کام کرے گا وہ نیک کام دوسرے مہینوں کے فرض کے برابر اس کا اجر پائے گا۔ اور جو شخص اس مہینہ میں ایک فرض ادا کرے گا خدا تعالیٰ اس کو دوسرے مہینوں کے ستّر فرضوں کے برابر اس کا ثواب بخشے گا۔

(ابن ماجہ)

رمضان المبارک کے ایام میں عبادات کا خصوصی اہتمام و شغف رکھنا چاہئے۔ فرض نمازوں کے علاوہ نوافل بالخصوص تہجد اور تراویح پورے ذوق و شوق اور لگن سے ادا کرنے کے لئے پورے طور سے کمربستہ رہنا چاہئے۔ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنا اسوہ اس ذوق کی طرف توجہ دلاتا ہے۔ آپ خود اور اپنے اہل کو تہجد کے نوافل کی ادائیگی کی تلقین فرماتے۔ ان نوافل اور عبادات کے علاوہ دن کے دوسرے اوقات میں بھی جب بھی موقع ملے اشراق اور ضحیٰ کے نوافل ادا کرنے کی توفیق خدا تعالیٰ سے طلب کرنے کے لئے دعا سے بھی مدد حاصل کی جائے۔ ذکر الٰہی میں یہ دن گزارے جائیں۔

ان ایام میں خاص طور پر فرض نمازوں اور نوافل میں دعا مانگنے کا اہتمام رکھنے کے علاوہ دوسرے اوقات میں بھی خاص طور پر دعا مانگنی چاہئے۔ روزہ رکھتے ہوئے روزہ کی افطاری کے وقت بھی دعا مانگتے رہنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ نے رمضان المبارک کے روزوں کی فرضیت کی ساتھ دعا کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا:

وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ ۝

(سورہ البقرہ: ۱۸۷)

جب میرے بندے تجھ سے میرے بارے میں پوچھیں تو تو ان سے کہہ دے کہ میں ان کے قریب ہی ہوں۔ جب بھی دعا کرنے والا مجھے پکارے گا تو میں اس کی دعا کو قبول کروں گا۔ البتہ میرے حکم کو قبول کریں اور اس بات پر ایمان اور یقین رکھیں کہ میں سنتا ہوں اور اپنے بندوں کی دعاؤں کو قبول کرتا ہوں۔ روزہ کے اوقات میں دعاؤں کی خاص قبولیت اور اللہ تعالیٰ کی کریمیت اور روحانیت کا خاص ظہور ہوتا ہے۔

رمضان المبارک کے مہینہ کو قرآن کریم سے ایک خاص تعلق ہے۔ اس مقدس کلام کا نزول رمضان المبارک کے بابرکت ایام میں ہوا۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام، ہر رمضان میں حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضورؐ حاضر ہو کر قرآن کریم کا نازل شدہ حصہ کا دَور کراتے۔ آخری رمضان میں حضوؐر کی زندگی کے ایام میں خدا کا یہ معزز فرشتہ آیا اور قرآن کریم کا دوبار وِرد فرمایا۔ قرآن کریم کی تلاوت ادب و عقیدت اور سمجھ کر کریں اور ٹھہر ٹھہر کر تلاوت کریں۔ کوشش کریں کہ اللہ تعالیٰ کے پیغام کے مقاصد اور مطالب کو بھی سمجھیں۔ تراویح میں ہر جگہ تمام عالم اسلام میں قرآن کریم سننے کا بابرکت انتظام ہوتا ہے۔ بعد نماز عشاء تراویح میں قرآن کریم کے سننے کا ایک اہم مقصد یہ بھی ہے کہ وہ لوگ جو تہجد کے لئے نہیں اٹھ سکتے اور معذوری و مجبوری کے باعث رات کے آخری وقت کی عبادت سے محروم رہتے ہیں وہ تراویح میں شامل ہو کر ان نوافل کو خشوع و خضوع سے ادا کریں اور قرآن کریم بھی ایک بار سارے کا سارا سن لیں۔ حتی الوسع کوشش ہونی چاہئے کہ رمضان المبارک میں کم از کم ایک دَور قرآن کریم کا ضرور مکمل ہو جائے۔ قرآن کریم کی تلاوت سے رمضان کے روزوں کی برکت خاص افادیت کی حامل ہو جاتی ہے۔

رمضان المبارک کی خاص اہمیت کے سلسلہ میں حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ یہ مؤاسات کا مہینہ ہے یعنی انسانی ہمدردی کا مہینہ ہے۔ غریبوں، مسکینوں، یتیموں، بیواؤں کی خبر گیری، انسانی ضروریات کو پورا کرنے کا خاص اہتمام کرنا چاہئے۔ صدقہ و خیرات کثرت سے ان ایام میں کرنے سے خدا تعالیٰ کی خوشنودی کا حصول ممکن ہی نہیں بلکہ یقینی ہو جاتا ہے۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اگرچہ بہت سخی اور فیاض تھے اور ہمیشہ غرباء اور محتاجوں کا خیال رکھتے اور ہر طرح ان سے ہمدردی کا سلوک فرماتے۔ لیکن رمضان المبارک میں آپ کی دلداری اور سخاوت تیز ہوا کی رفتار سے بھی زیادہ بڑھ جاتی تھی۔

جن معذوروں کا روزہ بوجہ کمزوری صحت، بڑھاپا یا دائم المرض ہونے کی وجہ سے مشکل ہو ان کے لئے پسندیدہ بلکہ فرض ہے کہ وہ فدیہ کے طور پر مسکین کو کھانا کھلائیں۔ روزہ افطار کرانے کا بھی بہت ثواب ہے۔ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"جو شخص رمضان میں کسی کا روزہ افطار کرائے گا تو اس کے بدلہ میں اللہ تعالیٰ اس کے گناہ بخش دے گا اور افطار کرانے والے کو روزہ دار کے برابر ثواب ملے گا اور روزہ دار کے ثواب میں کوئی کمی نہ ہوگی۔

بعض صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ہمارے پاس اتنا نہیں ہوتا کہ ہم روزہ دار کا روزہ افطار کرا سکیں تو حضورؐ نے فرمایا ایک کھجور سے یا دودھ اور پانی کے ایک گھونٹ سے افطار کرا دینا بھی کافی ہے۔"

الغرض رمضان المبارک کے بابرکت دنوں کو اپنی زندگی میں ایک عظیم نعمت سمجھنا چاہئے اور اس نعمت سے پوری جد و جہد سے فائدہ اٹھانا چاہئے۔ یہ وہ بابرکت مہینہ ہے جس کے متعلق خدا تعالیٰ کے مقبول نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جب رمضان آتا ہے تو جنت کے سب دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے سب دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں۔ اور شیطانوں کو زنجیروں میں جکڑ دیا جاتا ہے اور رحمت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔"

(بخاری)

اے جماعت مومنین! کس قدر آپ کی خوش قسمتی ہے کہ ایک بار پھر آپ کی اپنی زندگی میں یہ بابرکت دن نصیب ہو رہا ہے۔ رحمت کے دروازے کھل چکے ہیں اور جنت کے دروازوں کو واکر دیا گیا ہے۔ آؤ اور اس مہینہ اور ان دنوں کی قدر کرتے ہوئے پورے ذوق و شوق سے اور روزوں کے ذریعہ سے خدا تعالیٰ کی رحمت کے مستحق بن جاؤ۔ خدا تعالیٰ کا فرستادہ امام الزماں مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

ہمیشہ روزہ دار کو یہ مدنظر رکھنا چاہئے کہ اس سے اتنا ہی مطلب نہیں کہ بھوکا رہے بلکہ اسے چاہئے کہ خدا تعالیٰ کے ذکر میں مصروف رہے۔ تاکہ تبتل اور انقطاع حاصل ہو۔ پس روزے سے یہی مطلب ہے کہ انسان ایک روٹی چھوڑ کر جو صرف جسم کی پرورش کرتی ہے۔ دوسری روٹی کو حاصل کرے جو روح کی تسلی اور سیری کا باعث ہے اور جو لوگ محض خدا کے لئے روزے رکھتے ہیں اور صرف رسم کے طور پر نہیں رکھتے انہیں چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی حمد اور تسبیح میں لگے رہیں جس سے دوسری غذا انہیں مل جائے گی۔"

(ملفوظات جلد ۹ صہ ۱۲۳)

پھر رمضان کی عظمت اور اس کے روحانی اثرات کے تعلق میں آپ نے فرمایا:

شہر رمضان الذی انزل فیہ القرآن سے ماہ رمضان کی عظمت معلوم ہوتی ہے۔ صوفیاء نے لکھا ہے کہ یہ ماہ تنویر قلب کے لئے عمدہ مہینہ ہے۔ کثرت سے اس میں مکاشفات ہوتے ہیں۔ صلوٰۃ تزکیہ نفس کرتی ہے اور صوم تجلی قلب کرتا ہے.... اس میں کوئی شبہ نہیں کہ روزہ کا اجر عظیم ہے۔"

(ملفوظات جلد ۴ صہ ۲۵۶۔ ۲۵۷)

دلی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت خاص سے روزہ کی برکات سے ہم سب کو نوازے اور اجر عظیم نصیب ہو۔ آمین۔

سرور کائناتؐ کے حضور میں

ہدیہ نعت

ہے دل میں ان کا خیال ہردم، زباں پہ جاری ہے نام ان کا
دیار یثرب کو میں بھی جاؤں، کبھی جو آئے پیام ان کا

نظر میں انکی سبھی برابر، نہ گورے کالے میں فرق کوئی
کرم سراپا، جہان رحمت، کہ فیض ہر سو ہے عام ان کا

وجود ان کا ہے اس کی غایت، یہ ساری تخلیق ان کے باعث
زوال ہر شے کو اس جہاں میں، دوام ہے تو دوام ان کا

زمین روشن فلک درخشاں، وہ نور ہیں سب ضیاء انہی سے
کمال مہر مبین انکا، جمال ماہ تمام ان کا

خموش ہوں تو خلائیں جامد، جو لب کھلیں تو فضائیں رقصاں
ہے روح پرور سکوت ان کا، حیات افزا کلام ان کا

چلیں تو ساتھ انکے ہو مشیت، رکیں تو سب کائنات ٹھہرے
کہ اس جہاں کو چلا رہا ہے، قیام ان کا خرام ان کا

غلام ان کا ہوں، امتی ہوں، گناہگاروں میں ہوں تو کیا غم
نصیب میرے میں ہو مقدر، جو حوض کوثر پہ جام ان کا

مری جسارت معاف کر دیں سمجھ کے دیوانہ محبت
کہ میرے جیسا حقیر بندہ، بیاں کرے ہے مقام ان کا

(محمد احمد حامی۔ لندن)

TO ADVERTISE IN THIS NEWSPAPER PLEASE CONTACT:

THE ADVERTISING MANAGER ON 081 874 8902

اپنے مراسلات اور مضامین صاف کاغذ پر اور خوشخط تحریر میں روانہ کریں

AL FAZL INTERNATIONAL

TELEPHONE: (081) 870 0919
FAX: (081) 870 0919

WEEKLY - LONDON

ISSN: 13529587

بقیہ از اقتباس خطبہ جمعہ

تم نے ربوہ والوں کا چراغاں روک دیا مگر ربوہ والوں کی طرف سے جو چراغاں ہم نے کل عالم کو دکھایا ہے اسے تم کس طرح روک سکو گے؟ یہ وہ چراغ نہیں ہیں جو تمہاری پھونکوں سے بجھ سکیں۔ تمہارے سینے کی آگ بھی ظاہر ہوتی ہے اور دنیا دیکھتی ہے مگر وہ روشنی کے چراغ جو اللہ نے احمدیوں کے سینوں میں روشن کر دیئے ہیں اور تمام دنیا میں اس سے نور پھیل رہا ہے اسکی راہ تم نہیں روک سکتے اور ان شمعوں کو تم نہیں بجھا سکتے۔ یہ آسمان سے نازل ہونے والے نور ہیں ان پر بندے کا کوئی اختیار نہیں ہے۔ پس اہل ربوہ کو اب خوش ہونا چاہئے کہ پہلے تو انکی خوشیوں کی آواز دبادی جاتی تھی اب وہ آواز نہیں دبے گی۔ انکی خوشیاں منانے والے سارے عالم میں انکی خوشیاں منائیں گے اور یہ خوشیوں کے دن بڑھنے والے ہیں پھیلنے والے ہیں روشن سے روشن تر ہونے والے ہیں۔ یہ وہ دن ہیں جو راتوں کو بھی دن بنادیں گے۔ اس لئے جماعت احمدیہ کو ان تکلیفوں پر کسی غم اور دکھ کی ضرورت نہیں۔ یہ ہماری کامیابیوں کا ایک لازمی حصہ ہیں۔ قرآن کو کیسے بدلا جاسکتا ہے؟ قرآن کی پیش گوئی ہے کہ تم جب جب آگے بڑھو گے تب تک دشمن کو تکلیف پہنچے گی پس یہ تکلیف بھی ایک نشان ہے اور ہمارا آگے بڑھنا بھی ایک نشان ہے اس راہ میں آگے سے آگے بڑھتے چلو۔ خدا کی تائید تمہارے ساتھ پہلے سے بڑھ کر قوت کے مظاہرے کر رہی ہے، پہلے سے زیادہ بڑھ کر روشن نشان دکھارہی ہے اس قافلے کا رخ اب آگے کی طرف اور بلندی سے بلند تر منازل کی طرف ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ یہ جماعت پہلے سے کہیں زیادہ تیزی کے ساتھ آگے بڑھ رہی ہے اور بڑھتی چلی جائے گی۔ رمضان مبارک میں دعا مانگیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں عبادالشکور بنائے۔ جتنے احسان خدا کے نازل ہوئے ہیں اگر ہمارا رواں رواں بھی شکر بن جائے تب بھی انکا حق ادا نہیں ہو سکتا اور جو شکر جتنا بھی ہم ادا کرتے ہیں وہ آسمان پر پھر قبول ہو رہا ہے اور پھر رحمتیں بن کر ہم پر برسنے والا ہے۔

پس یہ ایک ایسا دور ہے جو لامتناہی روحانی لذتوں کا دور ہے اب تو نشے میں ڈوب کر آگے بڑھنے کا معاملہ ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ آپ دیکھیں گے کہ دن بدن اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے فیض پہلے سے بڑھ کر شان کے ساتھ اتریں گے اور آسمان کے رنگ، زمین کے رنگ بدل دیں گے۔ یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیش گوئی ہے۔ آپ کو الہاماً بتایا گیا تھا کہ آراء تبدیل کی جائیں گی۔ یہ رنگ بدلے جائیں گے اور دیکھیں انشاء اللہ تعالیٰ کہ دن بدن ایسا ہی ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو جو اس وقت زندہ ہیں اس خوشیوں کی زندگی میں آگے بڑھائے ہم اپنی آنکھوں سے یہ نشان پورے ہوتے دیکھیں اور ہماری آنکھیں ہمارے دل کے لئے مسرتوں کی بارش برساتی رہیں اور ہمارے دل اس سے سیراب ہوتے رہیں۔ قرآن کا محاورہ ہے آنکھیں ٹھنڈی کرنا۔ دل کے ٹھنڈا ہونے کا ذکر نہیں، آنکھوں کے ٹھنڈا ہونے کا ذکر ہے۔ اس سے میرے ذہن میں یہ مضمون ابھرا کہ یہ آنکھوں کی ٹھنڈک ہے جو طراوت بن کر دلوں پر اترا کرتی ہے اور اس سے دل اپنے پاتال تک سیراب ہو جایا کرتا ہے۔ پس قرآن کریم نے بہت ہی پیارا محاورہ استعمال فرمایا ہے کہ قرۃ عین نصیب ہونے کی دعا مانگا کرو تو اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے قرۃ عین کے سامان فرمادیئے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ یہ بڑھتے چلے جائیں گے۔

مسلمانوں کا تنزّل اور انکا بگڑ جانا

عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُوْشِکُ اَنْ یَّاْتِیَ عَلَی النَّاسِ زَمَانٌ لَا یَبْقٰی مِنَ الْاِسْلَامِ اِلَّا اسْمُہٗ وَلَا یَبْقٰی مِنَ الْقُرْاٰنِ اِلَّا رَسْمُہٗ مَسَاجِدُھُمْ عَامِرَۃٌ وَّ ھِیَ خَرَابٌ مِّنَ الْھُدٰی عُلَمَآءُھُمْ شَرٌّ مَنْ تَحْتَ اَدِیْمِ السَّمَآءِ مِنْ عِنْدِھِمْ تَخْرُجُ الْفِتْنَۃُ وَفِیْھِمْ تَعُوْدُ ۔ رَوَاہُ الْبَیْھَقِیْ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ۔

(مشکوٰۃ کتاب العلم الفصل الثالث ص۳۸، کنزالعمال ص۴۳)

حضرت علیؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

عنقریب ایسا زمانہ آئے گا کہ نام کے سوا اسلام کا کچھ باقی نہیں رہے گا۔ الفاظ کے سوا قرآن کا کچھ باقی نہیں رہے گا۔ اس زمانہ کے لوگوں کی مسجدیں بظاہر تو آباد نظر آئیں گی لیکن ہدایت سے خالی ہوں گی ان کے علماء آسمان کے نیچے بسنے والی مخلوق میں سے بدترین مخلوق ہوں گے۔ ان میں سے ہی فتنے اٹھیں گے اور ان میں ہی لوٹ جائیں گے یعنی تمام خرابیوں کا وہی سرچشمہ ہوں گے۔

CAN YOU SERIOUSLY AFFORD TO TRAVEL BY AIR WITHOUT FIRST CHECKING OUR PRICES?

PHONE US FOR A QUOTE
061 759 3656

Atlas Travel

493, CHEETHAM HILL ROAD.
MANCHESTER, M8 7HY

پتوکی میں جماعت احمدیہ کے سات افراد گرفتار
مخالفین بینرز اتار کر لے گئے

اس پیش گوئی کے سلسلہ میں ۲۳ فروری ۹۴ء کو جماعت احمدیہ پتوکی ایک جلسہ کر رہی تھی اور وہاں بینرز وغیرہ بھی لگائے گئے تھے کہ مخالفین کی رپورٹ پر پولیس نے جماعت کے چار افراد کے خلاف مقدمہ درج کر کے دفعہ ۲۹۵/اے کے تحت گرفتار کر لیا۔ گرفتار شدگان میں مرزا لطیف احمد صاحب، بشارت سمیع صاحب، طاہر بیگ صاحب اور صدر جماعت احمدیہ بشیرالحق صاحب شامل ہیں۔ اخباری اطلاع کے مطابق مولویوں نے جماعت احمدیہ کے خلاف ایک جلوس نکالا اور جلسہ گاہ میں لگائے ہوئے بینرز کو اتار کر تھانے لے گئے جہاں سات احمدی مسلمانوں کے خلاف مقدمہ درج کر لیا گیا۔

ربوہ کے بزرگ صحافی جیل میں

اس سے پہلے اطلاع دی جا چکی ہے کہ روزنامہ الفضل کی انتظامیہ یعنی مولانا نسیم سیفی صاحب ایڈیٹر، آغا سیف اللہ صاحب پبلشر اور قاضی منیر احمد صاحب پرنٹر۔ نیز ماہنامہ انصاراللہ کے ایڈیٹر مرزا محمد دین صاحب ناز اور پبلشر چوہدری محمد ابراہیم صاحب کے خلاف دفعہ ۲۹۸/سی کے تحت مقدمات درج کئے گئے ہیں۔ ان احباب نے عبوری ضمانتیں کروالی تھیں مگر ۷ فروری کو جب یہ تمام احباب ایڈیشنل سیشن جج چنیوٹ کی عدالت میں ضمانتوں کی تصدیق کے لئے پیش ہوئے تو ایڈیشنل جج صاحب نے اپنی طرف سے دو مزید مقدمات ۲۹۸/بی اور ۲۹۵/سی کا اضافہ کر کے ان سب احباب کو گرفتار کروا دیا۔ یاد رہے کہ دفعہ ۲۹۵/سی توہین رسالت کی دفعہ ہے۔ جس کی سزا موت ہے۔

ایک احمدی مسلمان کے گھر پر سحری کے وقت پولیس کا چھاپہ

خوشاب کے ایک احمدی ڈاکٹر ملک محمد اختر مجوکہ کے گھر پر ۲۲ فروری کو سحری کے وقت پولیس نے چھاپہ مارا اور انتہائی ظالمانہ طریق پر اسے گرفتار کر لیا گیا۔ پولیس والے گھر کے اندر گھس آئے اور ان کو گھسیٹتے ہوئے باہر لائے۔ ملک محمد اختر صاحب اس وقت روزہ رکھ رہے تھے۔ سحری تقریباً کھالی تھی کہ پولیس نے پکڑ لیا۔

قارئین کرام! ڈاکٹر محمد اختر صاحب کا جرم صرف یہ ہے کہ وہ احمدی مسلمان ہیں۔ چند دن پہلے علاقہ کے بدنام ترین ملاؤں کی طرف سے ان کے خلاف ایک مقدمہ درج کرایا گیا تھا۔ پھر ان میں سے ایک ملانے ان کو پیغام بھیجا کہ تمہاری عافیت اسی میں ہے کہ احمدیت سے تائب ہو جاؤ۔ اگر ایسا کرو گے تو ہم اپنا مقدمہ واپس لے لیں گے۔ جب انہوں نے احمدیت یعنی سچے اسلام سے منہ نہ موڑا تو انہوں نے پولیس سے ساز باز کر کے اس طرح انہیں گرفتار کرا دیا۔

مجسٹریٹ کے روبرو جب ضمانت کی درخواست دی گئی تو اس نے پولیس کو چار دن کا ریمانڈ دے دیا۔ اس طرح ایک اور احمدی مسلمان کو خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں جیل جانا پڑا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ظالموں کے ہاتھوں کو روکے اور جماعت احمدیہ پر اپنے افضال کی بارشیں زیادہ سے زیادہ برساتا چلا جائے۔ آمین

بقیہ ظلم و ستم اور قید و بند کی داستانیں

آکر جلوس نکالیں۔ اشتعال انگیز نعرے لگائیں۔ جماعت کے بانی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام، ان کے خلفاء اور دیگر اکابرین کے خلاف انتہائی شدید مغلظات سنائیں۔ ثابت ہوا کہ حکومت کے نزدیک احمدی مسلمانوں کا معصوم خوشی کا اظہار بھی نقض امن بن جاتا ہے۔ اس کے برخلاف ملّاں اگر ربوہ میں آکر جلوس نکالیں، مغلظات سنائیں، بسوں کی چھتوں پر چڑھ کر ننگے ہو کر ناچیں تو حکومت کے نزدیک وہ امن قائم کر رہے ہیں اس لئے ان سے کسی قسم کی باز پرس کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔